شمارہ نمبر ۳۰

وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ ۚ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

جولائی / ۲۰۲۴

دوماہی مجلّہ

# الاجماع

* صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی، رفع الیدین کرنا مسنون ہے۔[قسط ۵] (آثار صحابہؓ پر اعتراضات کے جوابات)
* سجدوں میں رفع یدین کا ثبوت۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

# فہرست مضامین

- صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی، رفع الیدین کرنا مسنون ہے۔[قسط ۵] (آثار صحابہؓ پر اعتراضات کے جوابات) ۱
- سجدوں میں رفع یدین کا ثبوت۔ ۲۸

**نوٹ:**

حضرات! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔ اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کے بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

## ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے، حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر اگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں، تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں، تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں اور تم سے زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔ -محدث ابوالمآثر، حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (م ۱۴۱۲ھ)

## بادل ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر، اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادل ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے، ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحیتیں کہیں اور صرف ہوں۔

ادارہ: الاجماع فاؤنڈیشن

# صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی، رفع الیدین کرنا مسنون ہے۔[قسط ۵]

## آثار صحابہؓ پر اعتراضات کے جوابات۔

از: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی حفظہ اللہ

اختصار و ترتیب و حاشیہ و اضافہ: مولانا نذیر الدین قاسمی

## حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل بھی ترک رفع یدین کا تھا۔

**دلیل نمبر ''۱'' اور ''۲'':**

ثقہ، ثبت، امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا ابن أبي داود، قال: ثنا أحمد بن يونس، قال: ثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، قال: صليت خلف ابن عمر رضي الله عنهما فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى من الصلاة۔**

مجاہدؒ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی سو وہ نماز کی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ (**شرح معانی الآثار: ج۱: ص ۲۲۵**)،

اور ثقہ، حافظ، ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) نے کہا:

**حدثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، قال: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا في أول ما يفتتح۔**

مجاہدؒ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے کو افتتاح صلاۃ کے علاوہ کہیں رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ (**کتاب المصنف لابن ابی شیبہ: ج ۲: ص ۴۱۷، حدیث نمبر ۲۴۶۷**)

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ)،

(۲) ابراہیم بن ابی داود، وهو إبراهيم بن سليمان بن داود الأسديّ الكوفيؒ (م ۲۷۰ھ) اور

(۳)　احمد بن عبداللہ بن یونس، ابوعبداللہ الکوفیؒ (م ۲۲۷ھ) کا تعارف گزر چکا۔ (دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۲۹: ص ۲۱)، نیز ان کے متابع میں ثقہ، حافظ، صاحب التصانیف، امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) موجود ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۵۷۵)،

(۴)　ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، متقن، حافظ، عابد ہیں، مگر آخیر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے، ان پر کلام کیا گیا۔ چنانچہ تفصیل درج ذیل ہیں:

- امام سفیان بن سعید الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) نے کہا: ''لا عليك إن تكتب الحديث من ثلاثة، من زائدة بن قدامة وأبي بكر بن عياش وابن عيينة''۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۹: ص ۳۴۹)،
- امام عبداللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) نے ان کی تعریف فرمائی ہے، ''ذكر ابن المبارك أبا بكر بن عياش فأثنى عليه''۔
- امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ) نے ان سے روایت لی ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۹: ص ۳۴۹)،

* یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن عبدالبر الاندلسیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ ''كان سفيان الثوري وعبد الله بن المبارك وعبد الرحمن ابن مهدي يثنون عليه''۔ (الاستغناء لابن عبدالبر: ج ۱: ص ۴۴۶)،

- صدقۃ بن الفضلؒ (م ۲۲۶ھ) نے کہا: ''كان صاحبه قد تغير بأخرة - يريد أبا بكر بن عياش -''۔ (معرفۃ السنن و الآثار: ج ۲: ص ۴۲۸)،
- امام ابن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) نے کہا: ''عمر حتى كتب عنه الأحداث، وكان من العباد، نزل بالكوفة في جمادى الأولى في الشهر الذي مات فيه الرشيد، وكان ثقة صدوقا عارفا بالحديث والعلم، إلا أنه كثير الغلط''۔
- امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا: ''أبو بكر ثقة''۔ (تاریخ ابن معین بروایت الدارمی: رقم ۲۸۸)،

* ایک اور روایت میں کہا: ''ليس به بأس، صدوق''۔ (تاریخ ابن معین بروایت ابن المحرز: ج ۱: ص ۸۲)،

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا: ''صدوق ثقة صاحب قرآن وخير''۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۹: ص ۳۴۹)،

* ایک اور روایت میں کہا: ''ثقة، وربما غلط''۔ (علل احمد بروایت عبداللہ: رقم ۳۱۵۵)،

- حافظ عجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''كان ثقة قديما صاحب سنة وعبادة، وكان يخطيء بعض الخطأ، تعبد سبعين سنة''۔
- حافظ یعقوب بن شیبہؒ (م ۲۶۲ھ) نے کہا: ''شيخ قديم معروف بالصلاح البارع، وكان له فقه كثير، وعلم

بأخبار الناس، و رواية للحديث، يعرف له سن و فضل، و في حديثه اضطراب''۔

- امام ابوداودؒ (م ۲۷۵ھ) نے کہا: ''ثقة''۔ (سوالات الآجری: ج ۳: ص ۱۵۱)

- حافظ ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) نے کہا: ''عبد الله بن بشر الرقي و أبو بكر بن عياش ثقتان، و أبو بكر أوثق منه و أحفظ''۔ (کتاب العلل لابن ابی حاتم الرازی: رقم ۲۲۳۳)،

- حافظ عثمان بن سعید الدارمیؒ (م ۲۸۰ھ) نے کہا: ''أبو بكر و الحسن ابنا عياش ليسا بذاك في الحديث، و هما من أهل الصدق و الأمانة''۔ (تاریخ ابن معین بروایت الدارمی: رقم ۲۸۸)،

- حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے کہا: ''لم يكن بالحافظ، و قد حدث عنه أهل العلم و أحتملوا حديثه''۔

- حافظ زکریا بن یحیی الساجیؒ (م ۳۰۷ھ) نے کہا: ''صدوق يهم''۔

- حافظ ابن جریر الطبریؒ (م ۳۱۰ھ) نے کہا: ''الثالثة: أن أبا بكر بن عياش عندهم، كان قد ساء حفظه أخيرا، و غير جائز الاحتجاج من نقله عندهم في الدين، إلا بما حفظ عنه قبل تغير حفظه''۔ (تہذیب الآثار: ج ۳: ص ۲۷۴)

- حافظ ابن حبان البستیؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا اور کہا: ''اختلفوا في اسمه، و الصحيح أن اسمه كنيته، و كان من العباد الحفاظ المتقنين، و كان يحيى القطان و علي ابن المديني يسيئان الرأي فيه، و ذلك أنه لما كبر ساء حفظه، فكان يهم إذا روى، و الخطأ و الوهم شيئان لا ينفك عنهما البشر، فمن كان لا يكثر ذلك منه فلا يستحق ترك حديثه بعد تقدم عدالته، و كان شريك يقول: رأيت أبا بكر عند أبي إسحاق يأمر و ينهى، كأنه رب البيت، مات هو و هارون الرشيد في شهر واحد، سنة ثلاث و تسعين و مئة، و كان قد صام سبعين سنة و قامها، و كان لا يعلم له بالليل نوم، و الصواب في أمره مجانبة ما علم أنه أخطأ فيه، و الاحتجاج بما يرويه سواء وافق الثقات أو خالفهم''۔

- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: ''أبو بكر بن عياش هذا كوفي مشهور، و هو يروي عن أجلة الناس، و حديثه فيه كثرة. و قد روى عنه من الكبار جماعة، و حديثه مسنده و مقطوعه يكثر، و هو من مشهوري مشايخ الكوفة و من المختصين بالرواية عن جملة مشايخهم، و هو من قراء أهل الكوفة، و عن عاصم أخذ القراءة و عليه قرأ، و هو في رواياته عن كل من روى عنه لا بأس به، و ذلك أني لم أجد له حديثا منكرا إذا روى عنه ثقة إلا أن يروي عنه ضعيف''۔ (تہذیب التہذیب: ج ۱۲: ص ۳۵، تہذیب الکمال: ج ۳۳: ص ۱۲۹)،

- حافظ ابوالفتح الازدیؒ (م ۳۷۴ھ) نے کہا: ''و رواه أبو بكر بن عياش، و هو من الثقات''۔ (المخزون: ص ۷۳)

- حافظ ابونصر الکلاباذیؒ (م ۳۹۸ھ) نے ان کو ''الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد'' میں شمار کیا ہے۔ (ج ۲: ص ۸۲۹)

- حافظ ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے کہا: ''أبو بكر بن عياش لم يزل في شبابه من الحفاظ المتقنين، فلما طعن في السن، واعتمد حفظه القديم خلط في الأسانيد والمتون عن غير قصد منه لذلك، وهذه الرواية منها، فإن المحفوظ عنه في روايته القديمة غيرها''۔ (الخلافیات للبیہقی: ج ۲: ص ۳۷۹)

- امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا: ''لا خلاف في عدالته وثقته، وإنما لما كبر سنه كثر خطؤه، لا أنه كان متهما''۔ (مرآۃ الزمان: ج ۱۳: ص ۲۱۸)،

* حافظ سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ) نے اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ (مرآۃ الزمان: ج ۱۳: ص ۲۱۸)،

* نیز امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے یہ بھی کہا کہ ''وهذا الحديث في القديم كان يرويه أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن إبراهيم، عن ابن مسعود مرسلا. موقوفا، ثم اختلط عليه حين ساء حفظه، فروى ما قد خولف فيه''۔ (معرفۃ السنن والآثار: ج ۲: ص ۴۲۸)،

- حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے کہا: ''وكان ثقة متشددا في السنة، إلا أنه ربما أخطأ في الحديث''۔ (المنتظم لابن الجوزی: ج ۹: ص ۲۳۲)

- حافظ سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ) نے کہا: ''وأجمعوا على ثقته ودينه وعبادته وورعه واجتهاده، وإنما تكلَّم بعضُهم في حفظه''۔ (مرآۃ الزمان: ج ۱۳: ص ۲۱۸)،

- حافظ محی الدین النوویؒ (م ۶۷۶ھ) نے کہا: ''وأما أبو بكر بن عياش فهو الإمام المجمع على فضله واختلف في اسمه فقال المحققون الصحيح أن اسمه كنيته لا اسم له غيرها''۔ (شرح النووی علی مسلم: ج ۱: ص ۷۹)

- حافظ ابن عبدالہادی المقدسیؒ (م ۷۴۴ھ) نے ان کو ''طبقات علماء الحديث'' میں شمار کیا اور کہا کہ ''الإمام القدوة، شيخ الإسلام، الكوفي المقرئ''۔ (ج ۱: ص ۳۸۷)

- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''المقرئ، الفقيه، المحدث، شيخ الإسلام، وبقية الأعلام''۔ (سیر: ج ۸: ص ۴۹۵)،

* ایک اور جگہ کہا: ''ثقة فيه شيء ضعفه محمد بن عبد الله بن نمير''۔ (ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق: رقم

۳۹۵)،

* ایک جگہ لکھا: کہ ''أحد الائمة الاعلام. صدوق ثبت في القراءة، لكنه في الحديث يغلط ويهم وقد أخرج له البخاري، وهو صالح الحديث''۔(میزان الاعتدال: ج۴: ص۴۹۹)

* ان کو تذکرۃ الحفاظ میں شمار کیا اور کہا: ''الإمام القدوة شيخ الإسلام الكوفي''۔

* نیز کہا: ''الإمام أبو بكر بن عياش الأسدي، مولاهم، الكوفي الخياط. شيخ الكوفة في القراءة والحديث''۔

* اور کہا: ''الإمام، أحد الأعلام مولى واصل الأحدب۔۔۔وكان سيدا إماما حجة كثير العلم والعمل، منقطع القرين''۔(تذکرۃ الحفاظ: ج۱: ص۱۹۴، العبر: ج۱: ص۲۴۲، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار: ص۸۰-۸۱)،

- حافظ زین الدین العراقیؒ (م۸۰۶ھ) نے کہا: ''هذا حديث حسن أخرجه ابن ماجه عن محمد بن الصباح ورواه النسائي في سننه الكبرى في عمل اليوم والليلة عن أبي كريب كلاهما عن أبي بكر بن عياش فوقع لنا بدلا لهما عاليا بثلاث درجات

وأبو بكر بن عياش احمد ائمة القراء احتج به البخاري في صحيحه ووثقه أحمد بن حنبل ويحيى بن معين فقالا ثقة زاد أحمد ربما غلط وهو صاحب قراءات وسنة

وقال ابن المبارك ما رأيت أسرع إلى السنة منه

وقال يزيد بن هارون كان خيرا فاضلا لم يضع جنبه إلى الأرض أربعين سنة

وقال يحيى بن معين لم يفرش له فراش خمسين سنة

وقد ضعفه محمد بن عبد الله بن نمير ويحيى بن سعيد القطان

قال ابن عدي لم أر له حديثا منكرا من رواية ثقة عنه

وقد صحح الترمذي بهذا الإسناد حديث كنا نتحدث أن أصحاب بدر بعدة أصحاب طالوت

وذكره ابن حبان في الثقات وقد اختلف في اسمه على ثلاثة عشر قولا فقيل اسمه شعبة وصححه أبو زرعة الرازي وقيل اسمه سالم وقيل عبد الله وقيل غير ذلك والصحيح أن اسمه كنيته صححه ابن حبان وابن عبد البر وابن الصلاح والمزي والذهبي والله أعلم''۔(الأربعون العشارية السامية مما وقع لشيخنا من الأخبار العالية: ۱۵۷-۱۵۹)

- حافظ شمس الدین، ابوالخیر، ابن الجزریؒ (م۸۳۳ھ) نے کہا: ''وكان إمامًا كبيرًا عالمًا عاملًا وكان يقول: أنا نصف

الإسلام، و كان من أئمة السنة''۔(غاية النهاية في طبقات القراء: ج۱: ص۳۲٦)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے کہا: ''ثقة عابد إلا أنه لما كبر ساء حفظه و كتابه صحيح''۔(تقریب: رقم ۷۹۸۵)

- ابوالمعالی، ابن الغزیؒ (م۱۱٦۷ھ) نے کہا: ''الإمام الحافظ المقرئ''۔(دیوان الاسلام: ج۳: ص۱۴۸)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ

* ابوبکر بن عیاشؒ (م۱۹۴ھ)۔قبل تغیر حفظہ۔ثقہ، متقن، حافظ، عابد ہیں۔

* اخیر عمر میں، ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے، ان پر کلام کیا گیا۔

(۴) حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م۱۳٦ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حجت، امام ہیں، نیز جمہور کے نزدیک ان کا اخیر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا، مگر ابوبکر بن عیاشؒ (م۱۹۴ھ) نے ان سے قبل تغیر الحفظ روایت لی ہے۔(تقریب: رقم ۱۳٦۹، نیز دیکھئے ص:)،

لہذا یہاں پر، حصینؒ (م۱۳٦ھ) ثقہ ہیں اور اختلاط کا اعتراض فضول ہے۔ واللہ اعلم

(۵) مجاہد بن جبر المکیؒ (م۱۰۴ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، امام ہیں۔(تقریب: رقم ٦۴۸۱)

(٦) عبداللہ بن عمرؓ (م۷۴ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔(تقریب: رقم ۳۴۹۰)

**حکم:**

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند صحیح ہے، نیز بہت سے محدثین نے اس اثر کی تصحیح و تحسین فرمائی ہیں، جس کی تفصیل ص:٦ پر موجود ہے۔

**نوٹ نمبر ۱:**

اگرچہ حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م۱۹۴ھ) کا اخیر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا، مگر ثقہ، ثبت، حجت، حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفیؒ (م۲۲۷ھ) نے، ان سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ چنانچہ

- محدث محمد بن علی النیمویؒ (م۱۳۲۲ھ) نے کہا: ''قلت فثبت انه من الثقات لكنه حين كبر ساء حفظه و قد حقق في الاصول ان الثقة اذا تغير فمن روى عنه قديما فروايته صحيحة و هذا الاثر قد روى عن ابي بكر بن عياش قبل تغيره لانه من جهة احمد بن يونس و هو من اصحابه القدماء قد احتج به البخاري من طريق احمد بن يونس في كتاب التفسير من صحيحه''۔(آثار السنن: ص۱۱۲-۱۱۳)،

- حافظ محمد انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) نے کہا: ''وقيل في مسنده أبو بكر بن عياش، واختلط في آخر عمره، ونقول: إنه من رجال الصحيحين، وأخذ عنه أحمد بن يونس قبل الاختلاط''۔ (العرف الشذی: ج۱: ص۲۶۶)،

- الشیخ المحدث محمد یوسف بن محمد زکریا البنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ) نے کہا: ''قلت هو -ابو بكر بن عياش- ثقة واخرج له الشيخان في الاحتجاج والراوي هنا هو احمد بن يونس وهو من اصحابه القدماء اخذ عنه قبل الاختلاط والبخاري اخرج له في اكثر من عشرين موضعا فالحاصل ان روايته هنا قوية جداً''۔ (معارف السنن: ج۲: ص۴۹۵)،

لہذا حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفیؒ (م ۲۲۷ھ) نے یہ روایت، ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) سے ان کے تغیر الحفظ سے پہلے لی ہے۔

نیز حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفیؒ (م ۲۲۷ھ) کی پیدائش ''۱۳۳ھ'' میں ہوئی، (تقریب: رقم ۶۳) اور (۱۴۸ھ) سے پہلے ہی علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا، کیونکہ ان کے شیوخ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) موجود ہیں۔ (تہذیب الکمال: ج۱: ص۳۷۶)، اور ابوبکر بن عیاشؒ کی وفات (۱۹۴ھ) ہوئی اور ان کا حافظہ ''اخیر'' عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔

یعنی تحقیقی طور پر بھی، یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفیؒ (م ۲۲۷ھ)، ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) سے، قبل الاختلاط روایت لی ہے۔

نیز حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونسؒ (م ۲۲۷ھ) اور حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ)، دونوں حضرات بھی کوفی ہیں، اور راوی عام طور سے پہلے اپنے شہر کے علماء سے مستفید ہوتا ہے۔ اس دلیل سے بھی احمد بن عبداللہ بن یونس کا، ابوبکر بن عیاشؒ سے قبل الاختلاط روایت لینا ثابت ہوتا ہے۔ وللہ اعلم

**نوٹ نمبر ۲:**

حافظ ابن الصلاح الشہر زوریؒ (م ۶۴۳ھ) نے کہا: ''واعلم أن من كان من هذا القبيل محتجا بروايته في الصحيحين أو أحدهما فإنا نعرف على الجملة أن ذلك مما تميز وكان مأخوذا عنه قبل الاختلاط، والله أعلم''۔ (مقدمۃ ابن الصلاح: ص۴۹۹، ت الفحل)،

یہی قول حافظ نوویؒ (م ۶۷۶ھ)، امام بدرالدین، ابن جماعۃؒ (م ۷۳۳ھ) وغیرہ کا بھی ہے۔ (شرح النووی علی مسلم: ج۱: ص۳۴، المنهل الروي في مختصر علوم الحديث النبوي: ص۱۳۷)،

نیز حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے کہا: ''وما يقع في الصحيحين أو أحدهما من التخريج لمن وصف بالاختلاط من

طريق من لم يسمع منه إلا بعده ; فإنا نعرف على الجملة أن ذلك مما ثبت عند المخرج أنه من قديم حديثه، ولو لم يكن من سمعه منه قبل الاختلاط على شرطه ولو ضعيفا، يعتبر بحديثه فضلا عن غيره ; لحصول الأمن به من التغيير ''۔(فتح المغیث: ج۴:ص۳۶۷)،

لہذا قدیم سماع ہونے کے علاوہ، صحیحین کی سند ہونے کی وجہ سے بھی ''احمد بن یونس عن ابن عیاش'' کی سند پر اعتراض کمزور ہی ثابت ہوا۔

**نوٹ نمبر ۳:**

حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفیؒ (م۲۲۷ھ) کی طرح، ثقہ، حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) نے بھی ابوبکر بن عیاشؒ (م۱۹۴ھ) سے یہی روایت نقل کی ہے، چنانچہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، قال: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا في أول ما يفتتح۔

(کتاب المصنف لابن ابی شیبہ: حدیث نمبر ۲۴۶۷، ت عوامۃ)

اور حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) کی پیدائش (۱۵۹ھ) میں ہوئی اور بلوغت سے کافی پہلے ہی، انہوں نے علم حاصل شروع کر دیا تھا۔(الاعلام الزرکلی: ج۴:ص۱۱۷)، چنانچہ حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا: ''طلب أبو بكر العلم وهو صبي، وأكبر شيخ له هو شريك بن عبد الله القاضي''۔(سیر: ج۱۱:ص۱۲۲)، اور شریک بن عبداللہ النخعی الکوفی القاضیؒ کی وفات (۱۷۸ھ) میں ہوئی۔

غور فرمائیں! اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ راوی عام طور سے اپنے شہر کے علماء سے پہلے مستفید ہوتا ہے، حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) اور ابوبکر بن عیاشؒ (م۱۹۴ھ)، دونوں حضرات بھی کوفی ہیں۔ اور ابوبکر بن عیاشؒ کی وفات (۱۹۴ھ) ہوئی اور ان کا حافظہ ''اخیر'' عمر میں متغیر ہو گیا تھا، جیسا کہ گزر چکا۔

یہ سب قرائن اس بات پر دال ہیں کہ حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفیؒ (م۲۲۷ھ) کی طرح، ثقہ، حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) نے بھی ابوبکر بن عیاشؒ (م۱۹۴ھ) سے قبل تغیر الحفظ روایت لی ہے۔ واللہ اعلم

پھر ان سب کے علاوہ، صحیح بخاری میں امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) نے بھی ''حدثنا عبد الله بن أبي شيبة، حدثنا أبو بكر'' کی سند سے روایت کی تخریج کی ہیں۔(صحیح بخاری: حدیث نمبر ۲۰۴۴)،

لہذا صحیحین کی سند پر اعتراض فضول ہوگا، خاص طور سے جب کہ قبل تغیر الحفظ، راوی نے ان سے روایت لی ہے۔ واللہ اعلم

**نوٹ نمبر ۴:**

شیخ ابوالحسن، اسماعیل بن مصطفی السلیمانی حفظہ اللہ نے کہا:

''ومن ذلك أن يروى عن المختلط جماعة رووا عنه الحديث على نسق واحد، وإن كانوا جميعاً ممن روى عنه بعد الاختلاط، وقد ذكر الحافظ في هدي الساري: الفصل التاسع، ترجمة سعيد بن أبي عروبة، ذكر أنّه اختلط، ثم قال: وأما ما أخرجه البخاري من حديثه عن قتادة، فأكثره من رواية من سمع منه قبل الاختلاط وأخرج عمن سمع منه بعد الاختلاط قليلاً كمحمد بن عبدالله الأنصاري وروح بن عبادة وابن أبي عدي، فإذا أخرج من حديث هؤلاء، انتقى منه ما توافقوا عليه.....، اهـ.

وذلك لأن الرواة إذا اتفقوا في رواية لهم عن شيخ بعينه دل ذلك على أن الشيخ حفظ تلك الرواية، ولو كان مخلطاً مضطرباً لحدث كلا منهم بوجه خلاف الوجه الذي حدث به الآخر، وبنحو ذلك قال الإمام المعلمي –يرحمه الله– في التنكيل في القسم الثالث في المسألة الثانية، رفع اليدين، قال يرحمه الله:

وقد دل كلام الإمام أحمد أن التلقين إنّما أوقعه –يعني عبدالرحمن بن أبي الزناد– في الاضطراب، فعلى هذا إذا جاء الحديث من غير وجه عنه على وتيرة واحدة، دل ذلك على أنه من صحيح حديثه...، اهـ.''۔(**اتحاف النبیل: ج۲: ص۲۵۳**)،

یعنی جب مختلط راوی سے ایک جماعت، کوئی روایت بغیر کسی کمی وزیادتی کے، ایک ہی طرح نقل کرتی ہے، تو وہ روایت مقبول ہوگی۔ اسی اصول کی وجہ سے، حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م۱۹۴ھ) سے مروی، یہ ترکِ رفع کی روایت بھی مقبول ہے، کیونکہ یہ روایت بغیر کسی کمی وزیادتی کے، ایک ہی طرح، ایک جماعت مثلاً حافظ، امام احمد بن عبداللہ بن یونس الکوفیؒ (م۲۲۷ھ)، حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ)، صدوق، محدث، احمد بن عبد الجبار العطاردیؒ (م۲۷۲ھ) وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔(**معرفۃ السنن والآثار: ج۲: ص۴۲۸**)،

لہذا اس لحاظ سے، ان پر اختلاط کی جرح فضول ہی ثابت ہوئی۔

**دلیل نمبر ''۲'':**

ثقہ، حافظ، امام ابوعبداللہ، محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ) نے کہا:

اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال رايت ابن عمر يرفع يديه بحذاء أذنيه في اول

تكبيرة الافتتاح للصلاة ولم يرفعهما فيما سوى ذلك۔

عبدالعزیز بن حکیمؒ کہتے ہیں کہ میں ابن عمرؓ کو دیکھا، انہوں نے نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، اس کے علاوہ کسی بھی جگہ انہیں نہیں اٹھایا۔ (الحجة على أهل المدينة: ج۱: ص۹۷)

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ) ثقہ، امام، حافظ ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱)

(۲) محمد بن آبان بن صالح القرشیؒ (م قبل ۱۷۰ھ) اگرچہ ضعیف ہیں، لیکن حافظ ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) نے کہا: ''وَمُحمد بن أَبان له غير ما ذكرت من الحديث وفي بعض ما يرويه نكره، لاَيُتَابَعُ عَليه ومع ضعفه يكتب حديثه''۔ (الکامل: ج۷: ص۲۹۸)،

امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ) نے کہا: ''أما إنه لم يكن ممن يكذب''۔ (الجرح والتعدیل: ج۷: ص۱۹۹)، نیز ایک اور جگہ کہا: ''كان يقول بالإرجاء وكان رئيسا من رؤسائهم فترك الناس حديثه من أجل ذلك وكان أصحاب محمد بن الحسن يكثرون عنه وكان كوفيا جعفيا''۔ (الکامل: ج۷: ص۲۹۷)، حافظ ابن سعدؒ (م۲۳۰ھ) نے کہا: ''وكانت له رواية للحديث''۔ (الطبقات الکبری: ج۶: ص۳۲۷)،

حافظ ابوحاتم الرازیؒ (م۲۷۷ھ) نے کہا: ''محمد بن أبان بن صالح فقال ليس هو بقوي الحديث يكتب حديثه على المجاز ولا يحتج به''۔ (الجرح والتعدیل: ج۷: ص۱۹۹)،

لہذا متابع وشواہد کی صورت میں، وہ قابل ذکر ہیں۔ واللہ اعلم

(۳) عبدالعزیز بن حکیم الحضرمیؒ (م بعد ۱۳۰ھ) صدوق، بلکہ ثقہ ہیں، چنانچہ امام یحیی بن معینؒ (م۲۳۳ھ) نے کہا: ''ليس به بأس، ثقة''۔ (تاریخ ابن معین بروایت الدوری: رقم ۱۴۸۳، الجرح والتعدیل: ج۵: ص۳۷۹)، امام ابوداود السجستانیؒ (م۲۷۵ھ) نے کہا: ''ثقة روى عنه سفيان الثوري''۔ (سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود: رقم ۲۸۹)،

حافظ ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ)، حافظ ابن شاہینؒ (م۳۸۵ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م۸۷۹ھ) وغیرہ نے بھی ان کو اپنی اپنی ''الثقات'' میں شمار کیا ہیں۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج۵: ص۱۲۵، تاریخ اسماء الثقات: رقم ۹۴۰، کتاب الثقات للقاسم: ج۶: ص۳۷۰)،

حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا: ''صدوق''۔ (دیوان الضعفاء: رقم ۲۵۵۵)، نیز امام شعبۃ بن الحجاجؒ (م۱۶۰ھ) نے

بھی ان سے روایت لی ہے۔(اکمال تہذیب الکمال: ج۶: ص۲۵۶-۲۵۷)، حافظ محمد بن عبداللہ الزہری، أبو عبد الله ابن البرقی المصریؒ (م۲۴۹ھ) نے کہا: ''عبد العزیز بن حکیم، لیس به بأس''۔(تمییز ثقات المحدثین و ضعفائهم و أسمائهم و کناهم: رقم ۱۱۳)، نیز محدث شعیب الارنوؤطؒ (م۱۴۳۸ھ) نے بھی ان کو ثقہ مانا ہے۔(مسند الامام احمد: ج۳۲: ص۶۴)،

لہذا عبد العزیز بن حکیم الحضرمیؒ (م بعد ۱۳۰ھ) ثقہ ہیں۔ واللہ اعلم

(۴)　عبداللہ بن عمرؓ (م۷۴ھ)، مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(تقریب)،

**حکم:**

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں، سوائے محمد بن آبان بن صالح القرشیؒ (م قبل ۱۷۰ھ) کے اور وہ بھی متابع وشواہد کی صورت میں قابل ذکر ہیں، یہی وجہ ہے کہ محدث محمد بن علی النیمویؒ (م۱۳۲۲ھ) نے کہا:

''فحدیث مجاهد هذا قد وافقه علیه عبد العزیز بن حکیم عند محمد بن الحسن في موطئه، قال: أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم قال: "رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء أذنیه في أول تکبیرة افتتاح الصلاة، ولم یرفعهما فیما سوی ذلك" أها. قد مر أن محمد بن أبان وإن کان ضعیفا لکنه لیس ممن یکذب، وحدیثه یکتب، فیعتضد به حدیث مجاهد''۔(آثار السنن: ص۱۱۳)،

اور محدث ظفر احمد بن لطیف احمد التھانوی العثمانیؒ (م۱۳۹۴ھ) نے کہا:

''ورجاله ثقات إلا محمد بن أبان، قال في اللسان: قال النسائي: کوفي لیس بثقة، وقال ابن حبان: ضعیف، وقال أحمد: لم یکن یکذب، وقال ابن أبي حاتم: سألت أبي عنه فقال: لیس بالقوي، یکتب حدیثه ولا یحتج به، وقال البخاري في التاریخ: یتکلمون في حفظه لا یعتمد علیه، اهـ. کذا في تعلیق الموطأ. قلت: فهو صالح في المتابعات لاسیما ـــــ و محمد بن الحسن مجتهد ثقة إمام عندنا ـــــ قلت: دلالته علی الباب ظاهرة، یعضده حدیث مجاهد وقد مر ذکره''۔(اعلاء السنن: ج۲: ص۸۴۲، ۸۳۵)،

اسی طرح، حافظ محمد انور شاہ کشمیریؒ (م۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ

''وقد مر أن محمد بن أبان وإن کان ضعیفا لکنه لیس ممن یکذب، وحدیثه یکتب، فیعتضد به حدیث مجاهد''۔(نیل الفرقدین: ص۱۱۶)،

نیز ان کے شاگرد رشید، علامہ، محدث، الاستاذ بدر عالم میرٹھیؒ (م۱۳۸۹ھ) بھی کہتے ہیں کہ

''وهذا يَدُلُّ على أن أثرَ ابن عمر ثابتٌ. وتَابَعَ مجاهدًا عبدُ العزيز بن حكيم، عن محمد بن الحسن في "موطئه"، وفيه: وإن كان محمد بن أَبَان، لكنه يصلحُ للاعتضاد''۔(حاشية البدر الساري إلى فيض الباري: ج۲: ص۳۲۸)،

خلاصہ یہ کہ محمد بن آبان بن صالح القرشیؒ (م قبل ۱۷۰ھ) کی روایت کی وجہ سے، ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) کی روایت مزید قوی اور مضبوط ہو چکی ہے اور اس پر اعتراض بالکل فضول ہوگا۔ واللہ اعلم

**اثر ابن عمرؓ پر اعتراضات:**

- رئیس احمد ندوی سلفی صاحب کہتے ہیں کہ

اس سند میں واقع حصین بن عبدالرحمٰن السلمی کا اثر نمبر ۷ میں آخر عمر میں مختلط و متغیر ہونا بیان کیا جا چکا ہے اور ان سے روایت کرنے والے ابوبکر بن عیاش کو متعدد اہل علم نے سیئ الحفظ و کثیر الخطأ والغلط کہا ہے اور مضطرب الحدیث بھی بتلایا ہے، امام محمد بن عبداللہ نمیر نے انھیں مطلقاً ضعیف کہا، اسی طرح عثمان بن ابی شیبہ نے بھی، نیز انھیں امام یحیی قطان و ابن المدینی بھی ضعیف کہتے تھے۔(تہذیب التہذیب ترجمہ ابوبکر بن عیاش)، [سلفی تحقیقی جائزہ: ص ۲۸۳]

- حافظ زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ

**پہلا جواب:**

امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: ''حديث أبي بكر عن حصين انما هو توهم منه لا اصل له''۔

اس روایت پر امام ابن معین کی جرح خاص اور مفسر ہے، اس کے مقابلے میں منکرین رفع یدین لاکھ جتن کریں، یہ حدیث بہر حال باطل و مردود ہے، ابن معین کا نقادِ حدیث میں جو مقام ہے، وہ حدیث کے ابتدائی طالب علموں پر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''رواه أبو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد عن ابن عمر وهو باطل''۔

امام دارقطنی نے فرمایا: ''قاله ابو بكر بن عياش عن حصين وهو وهم منه أو من حصين''۔

ائمہ محدثین نے ابوبکر بن عیاش کی اس روایت کو وہم و خطا بھی قرار دیا ہے، لہذا ان کی یہ روایت باطل و بے اصل ہے۔

**دوسرا جواب:**

ابوبکر بن عیاش آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

حافظ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں اس کی تصریح کی ہے کہ ابن عیاش، جب بڑی عمر کے ہوئے، تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، جب وہ روایت کرتے، تو ان کو وہم ہو جاتا تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ جس بات میں انھیں وہم ہوا ہے، اسے چھوڑ دیا جائے اور غیر وہم والی روایت میں اس سے حجت پکڑی جائے۔

امام بخاری نے تفصیل سے بتایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابوبکر بن عیاش، اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسل (منقطع) موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے۔ پہلی بات (یہ متنازعہ حدیث) خطاء فاحش ہے، کیونکہ اس نے اس میں ابن عمر کے اصحاب کی مخالفت کی ہے۔

امام بخاری کا یہ قول جرح مفسر ہے، جو مندمل نہیں ہو سکتی، اب آپ حصین سے اس روایت کی تخریج ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔

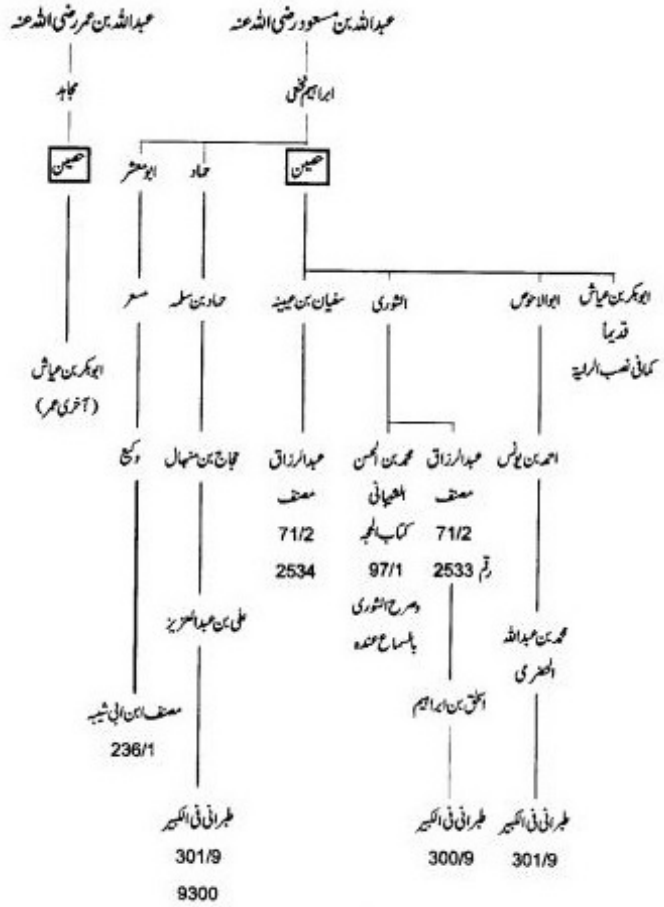

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابوبکر بن عیاش نے آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کے بعد، جو روایت بیان کی ہے، اس میں انھوں نے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے، لہذا ان کی روایت شاذ ہوئی اور شاذ مردود کی ایک قسم ہے۔

اس وجہ سے، ان کی اس روایت کو امام یحییٰ بن معین اور امام احمد وغیرہما نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس تفصیل کے باوجود اگر کوئی شخص اس حدیث کی صحت پر اصرار کرتا ہے، تو اس کا علاج کسی دماغی ہسپتال میں کرانا چاہیے۔ **(نور العینین: ص ۱۶۸-۱۷۲)**،

**الجواب:**

**اولا** حصین بن عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حجت ہیں، مگر اخیر عمر میں ان کو بھول چوک ہونے لگی تھی، مگر یہ بھول چوک، صحت حدیث کے منافی ہے یا نہیں، اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

شیخ المدثین الامام، علی بن عاصمؒ (م ۲۰۱ھ)، امام العلل، سید الحفاظ، امام علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ)، امام ابو حاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ)، حافظ الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور حافظ صلاح الدین العلائیؒ (م ۷۶۲ھ) کے نزدیک، حصین بن عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) کی یہ بھول چوک صحتِ حدیث کے منافی نہیں ہے، کیونکہ یہ بھول چوک بڑھاپے کی وجہ سے تھا اور وہو علی ذاك ثقة ہیں۔ **(الاغتباط لسبط ابن العجمی: ص ۸۸، الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۱: ص ۳۱۴، الجرح والتعدیل: ج ۳: ص ۱۳۳، سیر: ج ۵: ص ۴۲۳، من تکلم فیه وهو موثق: رقم ۸۹، المختلطین للعلائی: ص ۲۱)**،

مگر جمہور ائمہ نے، ان کی یہ بھول چوک کو اختلاط سے تعبیر کیا ہے، لیکن زیر بحث روایت کے راوی، ثقہ، حافظ، امام ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) نے حصین بن عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے قبل تغیر الحفظ، روایت لی ہے، جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

- ثقہ، حافظ، ثبت، حجت، امام یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶ھ) نے کہا: ''طلبت الحديث و حصين حي كان بالمبارك ويقرأ عليه و كان قد نسي''۔ **(التاریخ الکبیر للبخاری: ج ۳: ص ۸)**،

یعنی جب یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶ھ) حدیث طلب کر رہے تھے- جو کہ (۱۳۵ھ تا ۱۴۰ھ)، درمیان کی بات ہے، کیونکہ ان کے اکبر شیوخ، ثقہ، حافظ عاصم بن سلیمان الاحولؒ (م بعد ۱۴۰ھ) ہیں۔ **(سیر: ج ۹: ص ۳۵۸)**- تو مبارک نامی قریہ میں، حصینؒ موجود تھے، ان پر قرأت کی جاتی، جب کہ ان کو بھولنے کی عادت ہوگئی تھی۔

معلوم ہوا کہ مبارک نامی قریہ میں منتقل ہونے کے بعد، حصینؒ کو بھول نے کی عادت ہوگئی تھی۔

نیز تاریخ واسط کی روایت میں اشارہ ہے کہ مبارک منتقل ہونے سے پہلے تک، حصین بن عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) کا حافظہ درست تھا، چنانچہ حافظ اسلم بن سہل الواسطیؒ (م ۲۹۲ھ) فرماتے ہیں کہ

ثنا مُحَمَّد بن حرب، قَالَ: سمعت علي بن عاصم يقول: قدمت الكوفة يوم مات منصور بن المعتمر و اشتد ذلك علي فلقيت حصينا فقال لي: أدلك على من تذكر يوم أهديت أم منصور إلى أبيه؟ قلت: من هو؟ قال: أنا۔ (**تاریخ واسط: ص ۹۸**)،

ایک اور روایت میں حافظ ابن شاہینؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

''حدثني عبد الكريم بن أحمد بن الرواس بالبصرة، قال: حدثنا محمد بن يحيى الأزدي، قال: حدثني علي بن عاصم، قال: خرجت إلى منصور بن المعتمر، فدخلت الكوفة يوم مات، فقعدت أبكي، فقال لي شيخ قاعد: يا فتى مالك تبكي؟ قلت: خرجت من واسط إلى هذا شيخ فوجدته قد مات، فقال: ألا أدلك على من شهد عرس أمه؟ قلت: بلى. قال: فأنا هو، فإذا هو حصين بن عبد الرحمن، فكتبت عنه''۔ (**تاریخ اسماء الثقات: ص ۲۸۲، نیز دیکھئے کتاب علل احمد بروایت عبداللہ: رقم ۱۱۹۹**)،

غور فرمائیں! منصور بن المعتمرؒ کی وفات (۱۳۲ھ) میں ہوئی، (**تقریب: رقم ۶۹۰۸**)، اور اس وقت حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) ''کوفہ'' میں ہی تھے اور ان دونوں روایتوں کا سیاق وسباق اس پر دال ہے کہ ان کا حافظہ اس وقت درست تھا۔

لہذا مبارک نامی قریہ میں منتقل ہونے کے بعد ہی، حصینؒ کو بھول نے کی عادت ہوگئی تھی۔ واللہ اعلم

اور ائمہ نے صراحت کی ہے کہ حصین بن عبدالرحمین السلمیؒ (م ۱۳۶ھ)، ''اخیر عمر'' میں مبارک منتقل ہو گئے تھے چنانچہ

- حافظ ابو نصر البخاری الکلاباذیؒ (م ۳۹۸ھ) نے کہا: ''حصين بن عبد الرحمن أبو الهذيل السلمي الكوفي و كان في آخر عمره ينزل في قرية يقال لها المبارك''۔ (**الهداية و الإرشاد في معرفة أهل الثقة و السداد: ص ۲۰۵**)

- حافظ ابو الولید الباجیؒ (م ۴۷۴ھ) نے بھی کہا: ''حصين بن عبد الرحمن أبو الهذيل السلمي الكوفي و كان في آخر عمره نزل قرية يقال لها المبارك''۔ (**التعديل و التجريح, لمن خرج له البخاري في الجامع الصحيح: ج ۲: ص ۵۳۱**)

- مشہور امام الجرح والتعدیل، حافظ ابو الحسن العجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''حصين بن عبد الرحمن السلمي: "كوفي"، ثقة، ثبت في المدينة، و الواسطيون أروى الناس عنه، لأنه سكن المبارك بآخرة فسمع منه الواسطيون بالمبارك''۔ (**معرفۃ الثقات للعجلی: رقم ۳۱۷، ت البستوی**)،

ثابت ہوا کہ جہاں اخیر عمر میں مبارک نامی قریہ میں منتقل ہونے کے بعد ہی، حصینؒ کو بھولنے کی عادت ہوگئی تھی، وہی قریہ مبارک میں صرف واسط کے حضرات نے ہی، ان سے سماع کیا ہے۔

یعنی قریہ مبارک میں سکونت حاصل کرنے کے بعد، حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) کو بھولنے کی جو عادت ہوگئی تھی، جس کو جمہور ائمہ نے اختلاط سے تعبیر کیا ہے۔ اس مدت میں واسط کے روات کے علاوہ، کسی اور شہر کے روات نے ان سے سماع نہیں کیا۔ واللہ اعلم، لہذا کوفہ کے رہنے والے ثقہ، حافظ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کا حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے سماع، قبل تغیر الحفظ ہی ثابت ہوتا ہے۔

نیز ثقہ، حافظ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کی پیدائش (۹۵ھ) میں ہوئی اور انہوں نے بھی (۱۱۸ھ) سے بہت پہلے ہی علمِ حدیث حاصل کرنا شروع کر دیا تھا، کیونکہ ان کے اکبر شیوخ الحدیث حبیب بن ابی ثابتؒ (م ۱۱۸ھ) ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۹۸۵، سیر: ج۸: ص۴۹۶)،

تقریباً یہی طبقہ شیوخ الحدیث ثقہ، حافظ، امام سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کا بھی ہے، کیونکہ کی پیدائش (۹۷ھ) میں ہوئی، انہوں نے بھی (۱۱۸ھ) سے بہت پہلے ہی علمِ حدیث حاصل کرنا شروع کر دیا تھا، کیونکہ ان کے اکبر شیوخ الحدیث، عمرو بن مرۃ الکوفیؒ (م ۱۱۸ھ) اور حبیب بن ابی ثابتؒ (م ۱۱۸ھ) ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۴۴۵، سیر: ج۸: ص۴۹۶)،

البتہ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کی طرح، امام سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) نے طویل عمر نہیں پائی۔

خیر (۱۱۸ھ) سے بہت پہلے ہی علمِ حدیث حاصل کرنے والے امام سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کا، حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے سماع، جب قبل تغیر الحفظ ثابت ہے، تو حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) کا سماع، ان سے، قبل تغیر الحفظ کیوں کر ثابت نہیں ہوسکتا ہے، جب کہ دونوں حضرات کوفی ہیں، دونوں کے طبقہ شیوخ الحدیث یکساں ہیں اور دونوں ہی غیر واسط ہیں۔

لہذا ابوبکر کا متاخر السماع ہونا مرجوح معلوم ہوتا ہے۔

اور پھر راوی عام طور سے اپنے شہر کے علماء سے، پہلے مستفید ہوتا ہے، تو حافظ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کا سماع، حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے، قبل تغیر الحفظ ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ (۱۳۲ھ) تک حصینؒ کوفہ میں ہی تھے، جیسا کہ روایت گزر چکی، اس لحاظ سے ''ابوبکر عن حصین'' کی سند پر، حصین کے اختلاط کا اعتراض کمزور ہی ہے۔

اسی طرح، کسی امام العلل نے اس بات کی صراحت نہیں کی کہ حافظ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کا سماع، حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے بعد تغیر الحفظ ہے۔ غالباً یہی وجہ ہوگی - واللہ اعلم - کہ امام ابوعبداللہ البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے بھی

''ابوبکر عن حصین'' کی سند سے، روایت کی تخریج کی ہے۔(دیکھئے ص:۴)، اس اعتبار سے بھی ابوبکر کا سماع، حصینؒ سے جید اور محفوظ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

یاد رہے بعض الناس نے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) کی عبارت ذکر کی ہے کہ ''حصين بن عبد الرحمن السلمي أبو الهذيل الكوفي متفق على الاحتجاج به إلا أنه تغير في آخر عمره وأخرج له البخاري من حديث شعبة والثوري وزائدة وأبي عوانة وأبي بكر بن عياش وأبي كدينة وحصين بن نمير وهشيم وخالد الواسطي وسليمان بن كثير العبدي وأبي زبيد عبثر بن القاسم وعبد العزيز العمي وعبد العزيز بن مسلم ومحمد بن فضيل عنه فأما شعبة والثوري وزائدة وهشيم وخالد فسمعوا منه قبل تغيره وأما حصين بن نمير فلم يخرج له البخاري من حديثه عنه سوى حديث واحد كما سنبينه بعد وأما محمد بن فضيل ومن ذكر معه فأخرج من حديثهم ما توبعوا عليه''۔(**ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: ج۱: ص۳۹۸**)

لیکن اس عبارت میں حافظؒ نے صرف لاعلمی ظاہر کی ہے کہ ابوبکر بن عیاشؒ سمیت حصینؒ کے دیگر تلامذہ کی، ان سے روایات کو بطور متابع لایا گیا ہے، کیونکہ ان حضرات کا، حصینؒ سے سماع کب ہوا، اس کا علم ان کو نہیں ہوسکا۔

مگر یہاں پر ثابت کیا جاچکا کہ حافظ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کا سماع، حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے قبل تغیر الحفظ ہے، لہذا حافظؒ کی عبارت میں ابوبکر کی حصین سے بعد تغیر الحفظ سماع والی کوئی بات نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ تمام دلائل وقرائن اس بات پر دال ہیں کہ حافظ ابوبکر بن عیاش الکوفیؒ (م ۱۹۴ھ) کا سماع، حصین بن عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے قبل تغیر الحفظ ہی ہے اور اس پر اعتراض نہایت ہی کمزور اور مردود ہے۔

<u>دوم</u>　حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ)۔قبل تغیر حفظہ۔ثقہ، متقن، حافظ، عابد ہیں۔اخیر عمر میں، ان کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا اور اسی وجہ سے، ان پر کلام کیا گیا۔(**تفصیل کے لئے ص:۲**)، لہذا ان کو ضعیف کہنا باطل ہے۔

<u>سوم</u>　جہاں تک، ائمہ کی جروحات کی بات ہے، تو اس سے پہلے ایک بات پر تنبیہ ضروری ہے کہ ترکِ رفع کے سلسلے میں اثر ابن عمرؓ سے دراصل ''۲'' طرح کی روایات مروی ہیں۔

پہلی روایت وہ، جس کو حافظ ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) اور امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے نقل کیا ہے کہ

قال أبو بكر بن عياش عن حصين، عن مجاهد، عن ابن عمر، <u>أنه كان لا يرفع إلا في افتتاح الصلاة، ثم لا يعود</u>۔(**علل الدارقطنی: ج۱۳: ص۱۶**)،

اس روایت میں موجود الفاظ اور ''ثم لا یعود'' کی زیادتی سے ہمارا استدلال نہیں ہے۔ بلکہ دوسری روایت، جس کو حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) اور امام الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے ذکر کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

حدثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، قال: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا في أول ما يفتتح، کما مر۔

اگرچہ دونوں روایتوں کی سند، ایک جیسی ہے، مگر الفاظ الگ الگ ہیں اور دوسری روایت، جس کو حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) اور امام الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے ذکر کیا ہے، اسی روایت کے الفاظ سے ہمارا استدلال ہے۔

اب معاملہ یہ ہے کہ زبیر علی زئی صاحب مرحوم نے پہلے روایت پر موجود جرح کو، دوسری روایت پر پیش کیا ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے، چنانچہ تفصیل درج ذیل ہیں:

## امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) اور ان کی جرح کی تفصیل:

حافظ ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

وروي عن حصين، عن مجاهد، عن ابن عمر، أنه كان لا يرفع إلا في افتتاح الصلاة، ثم لا يعود۔

قاله أبو بكر بن عياش عن حصين، وهو وهم منه، أو من حصين۔ (علل الدارقطنی: ج ۱۳: ص ۱۶)،

جیسا کہ عرض کیا گیا، ''عن مجاهد، عن ابن عمر، أنه كان لا يرفع إلا في افتتاح الصلاة، ثم لا يعود'' کے الفاظ پر حافظ ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا اعتراض ہے اور ان الفاظ سے ہمارا استدلال بھی نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا استدلال ''عن مجاهد، قال: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا في أول ما يفتتح'' کے الفاظ سے ہے، جس پر ان کی کوئی جرح ملی۔

لہذا ہماری مستدل روایت کے تحت میں، اس جرح کو پیش کرنا غیر صحیح ہے۔

## امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) اور ان کی جرح کی تفصیل:

حافظ احمد بن محمد بن ہانی، ابوبکر ابن الاثرمؒ (م ۲۷۲ھ) فرماتے ہیں کہ

وسئل عن حديث مجاهد: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا حين يفتتح الصلاة؟

قال: هذا خطأ. نافع، وسالم، أعرف بحديث ابن عمر، وإن كان مجاهد أقدم، فنافع أعلم منه.

وسئل عن حديث ابن عمر في الرفع؟

قال: رواه أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، عن ابن عمر: وهو باطل. وقد روي عن ابن عمر عن النبي -صلى الله عليه وسلم- خلاف ذلك۔

وقد روي عنه مرسلًا خلاف ذلك، حديث الوليد: أنه كان إذا رأى رجلًا لم يرفع يديه حصبه ۔(مسائل ابن مانی :رقم ۲۳۷)،

غور فرمائیں! امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) واضح طور پر ''ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا حين يفتتح الصلاة '' کو خطاء کہا ہے، اور اس کی علت بھی ذکر کی ہے، [۱] جس کو زبیر علی زئی صاحب نے ذکر نہیں کیا، اگر وہ ذکر کرتے، تو شاہد اعتراض مضبوط نہ ہوتا، [۲] مگر أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، عن ابن عمر کی روایت یعنی أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، عن ابن عمر أنه كان لا يرفع إلا في افتتاح الصلاة، ثم لا يعود ] والی روایت کو باطل قرار دینے کو ذکر کیا ہے، جس کا تعلق ہماری روایت سے ہے ہی نہیں، جیسا کہ امام احمدؒ (م ۲۴۱ھ) کے مکمل کلام سے ظاہر ہے۔

لہذا زبیر علی زئی صاحب کی پیش کردہ جرح کا تعلق بھی ہمارے مستدل روایت سے نہیں ہے۔ واللہ اعلم

**امام یحیی بن معینؒ (م ۲۴۱ھ) اور ان کی جرح کی تفصیل:**

جزء رفع الیدین میں ہے کہ

''قال يحيى بن معين: حديث أبي بكر عن حصين إنما هو توهم منه لا أصل له''۔(ص ۱۷)

یہاں پر امام ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کی جرح، کس روایت پر ہے، اس سلسلے میں ان کا کلام خاموش ہے۔ البتہ صاحب جزء رفع الیدین کی تقلید میں اگر کوئی کہے کہ اس جرح کا تعلق، ہماری مستدل روایت سے ہے، تو عرض ہے کہ

- یہ جرح غیر مفسر ہے، چنانچہ الشیخ، المحدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''قلت: انما هو دعوى لا دليل عليها فلا تسمع حتى تقوم عليها الحجة''۔(آثار السنن: ص ۱۱۲)،

- پھر ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) کی روایت کے متابع میں يعتبر في المتابعات والشواهد راوی محمد بن آبان بن صالح القرشیؒ (م قبل ۱۷۰ھ) کی روایت موجود ہے۔ لہذا وہم والی بات کمزور معلوم ہوتی ہے۔

- نیز حافظ انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) نے بھی محدث النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ) کی تائید کی اور مزید ایک نکتہ بیان کیا: کہ

''عند الطحاوی باسناد صحيح عن ابی بكر بن عياش قال: ما رايت فقيها قط يفعله يرفع يديه فی غير التكبيرة الاولى فقد فتش عن هذه المسئلة وكذا حصين فوقه كما عنه عند محمد والطحاوی وغيرهما فی قصة

---

(۱)　اس جرح اور علت کا جواب، ص: ۲۰ پر موجود ہے۔

(۲)　اللہ تعالی ان کی اور ہم سب کی غلطیوں کو معاف فرمائے۔۔۔۔آمین۔

ابراهيم والمخارج وان كانت مختلفة دلت على تفتيش وهو على تثبت وهذا يدل على ان اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ ثابت''۔ (نیل الفرقدین: ص ۱۱۴)

- مشہور محدث، فقیہ، شیخ الاسلام، محقق العصر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (م ۱۳۶۹ھ) نے کہا:

''وابو بكر بن عياش هذا: هو احد الحفاظ المشهورين في الحديث والقراء المذكرين في القراءة، وقد احتج به البخاري كما في الفتح (۹: ۱۰۹)۔ وقد روى له البخاري من طريق احمد بن يونس في كتاب التفسير من صحيحه، وقد حكى الحافظ في مقدمة الفتح عن ابن عدي انه قال: لم اجد حديثاً منكرا من رواية الثقات عنه وهو الذي قال: ما رايت فقيها قط يفعله يرفع يديه في غير تكبيرة الاولى، كما ياتي، فقد فتش عن هذه المسئلة وهذا يدل على مزيد تثبت۔

واما ما حكى عن ابن معين انه قال: حديث ابي بكر عن حصين انما هو توهم منه، لا اصل له: فهذا استبعاد منه لما اشتهر عن ابن عمر من خلافه، ومع ذلك ما اقام على توهينه دليلاً۔ والله اعلم''۔ (فتح الملہم: ج ۳: ص ۲۴۰-۲۴۱)،

لہذا جب ثقہ، حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) ترکِ رفع کے معاملہ میں اتنی پختگی اور تثبت کے ساتھ کہہ رہے ہیں، تو اثر ابن عمر کے سلسلے میں وہم والی بات کمزور ہی ہے، خاص طور سے جب کہ ان کا متابع بھی موجود ہو اور جرح بھی غیر مفسر ہو۔

نیز ائمہ بھی اس روایت کے علت کے سلسلے میں متفق نہیں ہیں کیونکہ حافظ ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے اس کو ابوبکرؒ کا وہم قرار دیا ہے، جب کہ حافظ دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا کہ ابوبکر کے علاوہ، شاہد یہ حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) کا بھی وہم ہوسکتا ہے، مگر امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کے کلام ''هذا خطأ. نافع، وسالم، أعرف بحديث ابن عمر، وإن كان مجاهد أقدم، فنافع أعلم منه'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ابوبکرؒ اور حصینؒ کے بجائے، امام مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) اس علت کے ذمہ دار ہیں، مگر ابوبکر، حصین اور مجاہد رحم اللہ علیہم، تینوں کا متابع موجود ہیں، کما مر، یہی وجہ ہے کہ

- محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ) نے کہا:

''فحديث مجاهد هذا قد وافقه عليه عبد العزيز بن حكيم عند محمد بن الحسن في موطئه، قال: أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال: "رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلاة، ولم يرفعهما فيما سوى ذلك" أها. قد مر أن محمد بن أبان وإن كان ضعيفا لكنه ليس ممن يكذب، وحديثه يكتب، فيعتضد به حديث مجاهد''۔ (آثار السنن: ص ۱۱۳)،

- اور محدث ظفر احمد بن لطیف احمد التھانوی العثمانیؒ (م ۱۳۹۴ھ) نے کہا:

''ورجاله ثقات إلا محمد بن أبان، قال في اللسان: قال النسائي: كوفي ليس بثقة، وقال ابن حبان: ضعيف، وقال أحمد: لم يكن يكذب، وقال ابن أبي حاتم: سألت أبي عنه فقال: ليس بالقوي، يكتب حديثه ولا يحتج به، وقال البخاري في التاريخ: يتكلمون في حفظه لا يعتمد عليه، اهـ. كذا في تعليق الموطأ. قلت: فهو صالح في المتابعات لاسيما ـــــ ومحمد بن الحسن مجتهد ثقة إمام عندنا ـــــ قلت: دلالته على الباب ظاهرة، يعضده حديث مجاهد وقد مر ذكره''۔ (اعلاء السنن: ج۲: ص ۸۴۲، ۸۳۵)،

- اسی طرح، حافظ محمد انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ

''وقد مر أن محمد بن أبان وإن كان ضعيفا لكنه ليس ممن يكذب، وحديثه يكتب، فيعتضد به حديث مجاهد''۔ (نیل الفرقدین: ص ۱۱۶)،

- نیز ان کے شاگرد رشید، علامہ، محدث، استاذ بدر عالم میرٹھیؒ (م ۱۳۸۹ھ) بھی کہتے ہیں کہ

''وهذا يَدُلُّ على أن أثر ابن عمر ثابتٌ. وتَابَعَ مجاهدًا عبدُ العزيز بن حكيم، عن محمد بن الحسن في "موطئه"، وفيه: وإن كان محمد بن أَبَان، لكنه يصلحُ للاعتضاد''۔ (حاشية البدر الساري إلى فيض الباري: ج۲: ص ۳۲۸)،

خلاصہ یہ کہ ان ائمہ کا علت کے سلسلے میں متفق نہ ہونا بھی، اس روایت پر جرح کو کمزور کر دیتا ہے، نیز اس روایت کا شاہد بھی موجود ہے، لہذا فیصلہ جرح مفسر کے نہ ہونے اور روات کے ثقہ ہونے کی وجہ سے، اثر ابن عمر کی صحت کا ہوگا، خاص طور سے جب کہ ائمہ نے اس اثر کی تصحیح وتحسین فرمائی ہیں۔ واللہ اعلم

**چہارم** جہاں تک بات ہے اصحاب ابن عمر کی مخالفت وحصینؒ کے دیگر اصحاب کی روایت کی، تو اس کا جواب آگے آرہا ہے، (دیکھئے ص:)، اور زبیر علی زئی صاحب نے جو تخریج پیش کی ہے، وہ ناقص ہے، کیونکہ حصین بن عبدالرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے، سلفِ صالحین کے عمل رفع یدین کے سلسلے میں ''۳'' طرح کی روایات مروی ہے، چنانچہ

(۱) پہلی روایت ''حصين، عن إبراهيم، عن ابن مسعود: كان يرفع يديه في أول شيء ثم لا يرفع بعد'' کو، حصینؒ سے امام سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ)، امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ)، حافظ سلام بن سلیم، ابوالاحوصؒ (م ۱۷۹ھ) وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (شرح معانی الآثار: رقم ۱۳۶۳، کتاب المصنف لعبدالرزاق: رقم ۲۵۳۳، ۲۵۳۴)

اوران حضرات کی موافقت، حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) نے بھی کی ہے، چنانچہ امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو عبد الله، أخبرني عبد الله بن محمد بن موسى، ثنا إسماعيل بن قتيبة السلمي، ثنا عثمان بن أبي شيبة، ثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن إبراهيم قال: كان ابن مسعود إذا افتتح الصلاة رفع يديه حين يكبر ثم لا يرفعهما۔ (الخلافیات للبیہقی: ج۲: ص۳۷۹)،

(۲)　دوسری روایت ''حصين، عن إبراهيم، أنه كان يقول: إذا كبرت في فاتحة الصلاة فارفع يديك ثم لا ترفعهما فيما بقي''، أعلم بحديث حصين هشيم بن بشیرؒ (م ۱۸۴ھ) نے بیان کیا ہے۔ (کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: رقم ۲۴۶۰، نیز دیکھئے علل احمد بروایت عبداللہ: رقم ۷۱۲)، اور حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) نے یہاں بھی ان کی موافقت فرمائی ہے۔ چنانچہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبۃؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين ومغيرة، عن إبراهيم، قال: لا ترفع يديك في شيء من الصلاة إلا في الافتتاحة الأولى۔ (کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: رقم ۲۴۶۰)،

غور فرمائیں! ثقہ، حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) نے یہاں پر دونوں طرح کی روایات میں ثقات کی موافقت فرمائی ہے،

(۳)　اب ایک اور زائد، اثر سلف، ثقہ، حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) نے بیان کیا ہے، جس کے سلسلے میں حصینؒ کے دیگر اصحاب خاموش ہیں، چنانچہ ثقہ، ثبت، امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا ابن أبي داود، قال: ثنا أحمد بن يونس، قال: ثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد، قال: صليت خلف ابن عمر رضي الله عنهما فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى من الصلاة۔ (شرح معانی الآثار: ج۱: ص۲۲۵)،

یعنی یہ اثرِ سلف ''زائد'' ہوا اور ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) ثقہ، حافظ، متقن ہیں، تو اصول کے تحت، ثقہ، حافظ، متقن کی زیادتی مقبول ہوگی۔ لہذا اس ترکِ رفع کے اثر سلف کو حصینؒ کے دیگر اصحاب کی مخالفت کہنا محل نظر ہے، کیونکہ باقی ''۲'' طرح کی روایات میں حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) نے حصینؒ کے دیگر اصحاب کی موافقت ہی کی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

مگر ان ''۲'' کے علاوہ، ایک اور زائد، اثر سلف، ثقہ، حافظ ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) نے بیان کیا ہے، جس کے سلسلے میں

حصینؒ کے دیگر اصحاب خاموش ہیں۔تو یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت، لہذا اس کو مخالفت کہنا مرجوح ہے اور راجح یہی ہے کہ یہ ثقہ، حافظ، متقن کی زیادتی ہے، جو کہ مقبول ہے، واللہ اعلم۔اب حصینؒ سے مروی، ان ''۳'' طرح کی روایات کی تخریج کا جدول ملاحظہ فرمائیں:

حصین بن عبد الرحمن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے مروی آثار ترک رفع یدین کی تخریج کا جدول [حصہ اول]

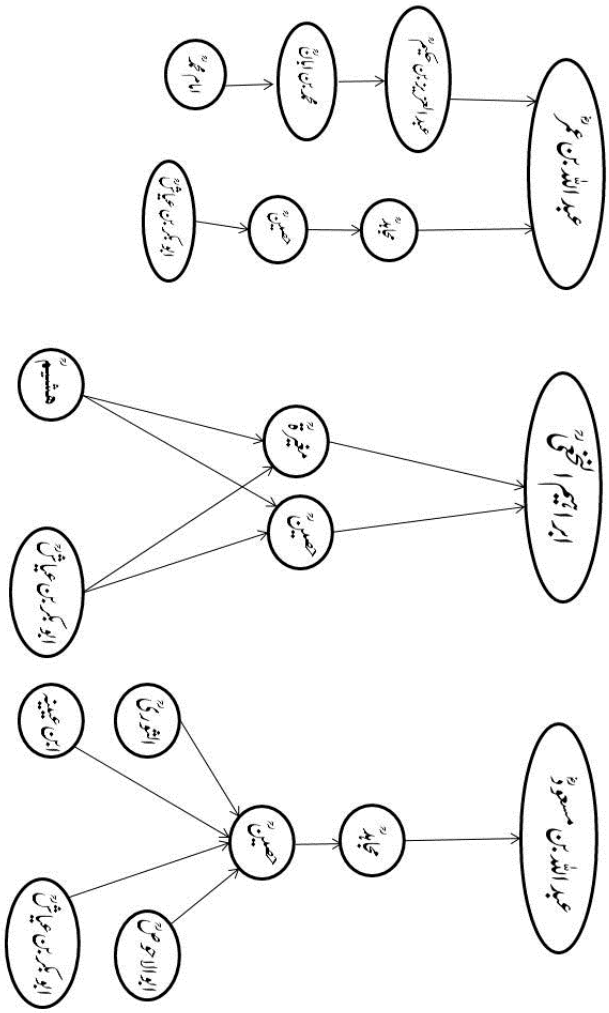

حصین بن عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۱۳۶ھ) سے مروی آثار ترک رفع یدین کی تخریج کا جدول [حصہ دوم]

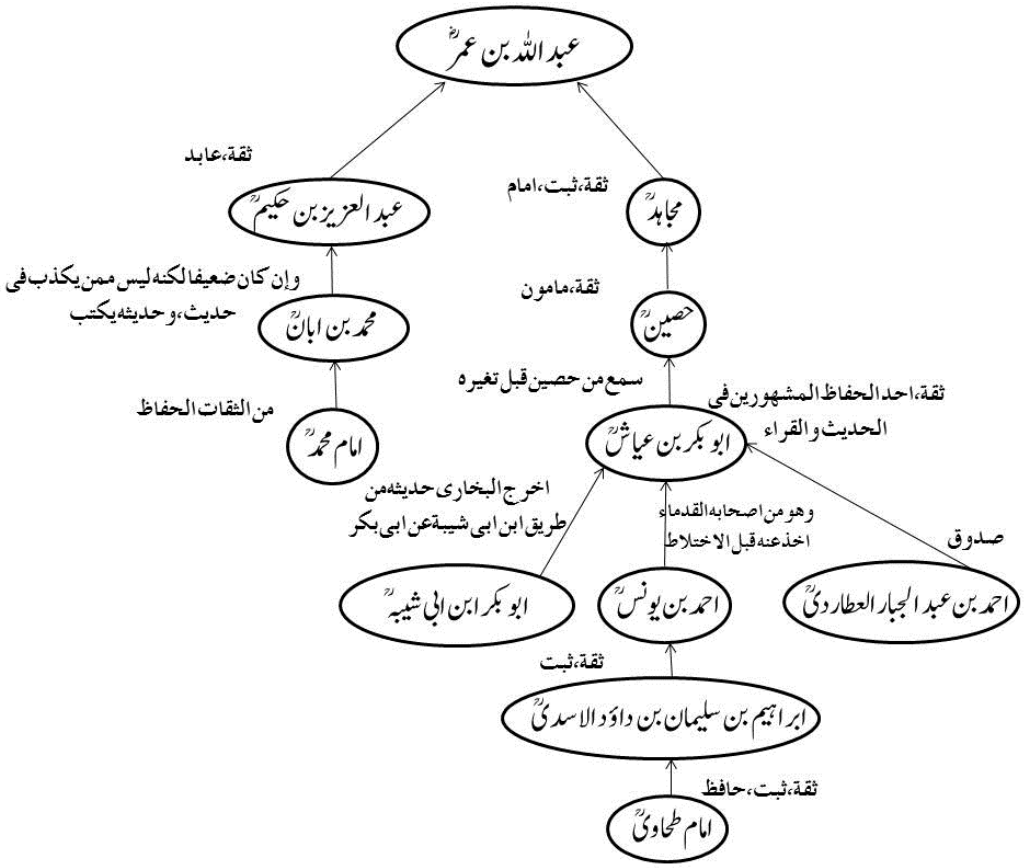

لہذا ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) کے اس اثر ابن عمرؓ کو حصین کے دیگر اصحاب کی روایات کے مخالف اور شاذ کہنا مرجوح و باطل ہے۔ واللہ اعلم

**پنجم** باقی رہا اصحاب ابن عمرؓ کی مخالفت کی بات، تو عرض ہے کہ، کن کن مقامات پر رفع الیدین کرنا، اس مسئلہ میں ابن عمرؓ کی روایات متفق نہیں ہیں، چنانچہ

- شرح مشکل الاثار میں ہے کہ ''عن ابن عمر: أنه كان يرفع يديه في كل خفض، ورفع، وركوع، وسجود وقيام، وقعود بين السجدتين، ويزعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل ذلك'' حضرت ابن عمرؓ، قیام، رکوع، سجود اور دونوں سجدوں کے درمیان اور اسی طرح، ہر جھکتے اور اٹھتے وقت یعنی بالخصوص دوسری و چوتھی رکعات کی ابتداء میں بھی رفع الیدین کرتے تھے اور وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (**شرح مشکل الآثار: ج ۱۵: ص ۴۶**)، اور اس کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہیں، مثلاً

- ایک اور روایت میں ہے کہ ''عن ابن عمر: أنه كان يرفع يديه إذا دخل في الصلاة، وإذا ركع، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، وإذا سجد، وبين الركعتين، يرفعهما إلى ثدييه'' حضرت ابن عمرؓ رفع یدین فرماتے تھے جب وہ نماز میں داخل ہوتے، جب رکوع میں جاتے، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، جب سجدہ کرتے اور دونوں رکعتوں کے درمیان، آپ انہیں اپنے سینہ کے برابر اٹھاتے۔ (**المحلی لابن حزم: ج ۳: ص ۱۰**)،

- ایک روایت میں ہے کہ ''عن ابن عمر: أنه كان يرفع يديه إذا رفع رأسه من السجدة الأولى'' ابن عمرؓ پہلے سجدے کے بعد بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ (**کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: رقم ۲۸۱۲، ت عوامۃ**)،

- ایک جگہ لکھا ہے کہ ''عن ابن عمر، أنه كان إذا افتتح الصلاة كبر ورفع يديه، وإذا أراد أن يركع رفع يديه وكبر، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا أراد أن يسجد كبر ورفع يديه'' حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ آپؓ جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین فرماتے، پھر جب رکوع میں جانے کا ارادہ فرماتے تو رفع یدین فرماتے اور تکبیر کہتے، پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے، پھر جب سجدے میں جانے ارادہ فرماتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ (**کتاب الملخصیات لابی طاہر: ج ۱: ص ۱۱۱، ت جرار**)،

یعنی ان تمام صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ خود سجدے کے وقت اور دونوں سجدوں کے درمیان اور اسی طرح دوسری و چوتھی رکعات کے شروع میں رفع الیدین کرتے تھے۔

- بلکہ ان کے شاگرد، امام نافعؒ (م ۱۱۷ھ) اور ان کے تلمیذ، امام ایوب بن ابی تمیمۃ، کیسان السختیانیؒ (م ۱۳۱ھ) سجدوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔ (**کتاب المصنف لعبد الرزاق الصنعانی: رقم ۲۸۱۳، ۲۸۱۵**)، [۱]

لیکن اہل حدیث حضرات سجدوں میں رفع الیدین کرنے کے قائل نہیں ہیں، جب کہ یہ وہی اصحاب ابن عمرؓ اور خود ابن عمرؓ کی صحیح روایات ہیں۔ یعنی کہنا یہ ہے کہ اصحاب ابن عمرؓ کی صحیح روایات کی مخالفت، دراصل اہل حدیث حضرات نے کی ہے۔

جب کہ احناف نے ابن عمرؓ کی روایات میں تعارض کی وجہ سے، اپنے استدلال کی بنیاد، ابن مسعودؓ کی حدیث کو بنایا ہے، اور ابن مسعودؓ کی روایت کے موافق، ابن عمرؓ کی روایات کو ترجیح دی ہے۔

لہذا جب ابن عمرؓ کی روایات میں تعارض ہے، تو ابن عمرؓ اور ان کے اصحاب کی مخالفت کا اعتراض کمزور ہے، خاص طور سے جب کہ فریق مخالف، خود ابن عمرؓ اور ان کے اصحاب کی صحیح روایات پر عمل نہیں کرتے۔

نیز ہم نے ثابت کیا ہے کہ ابوبکر بن عیاشؒ کا یہ اثر زیادتی ہے، نہ کہ مخالفت۔ (**دیکھئے ص: ۲۱-۲۲**)، تو اس روایت کو اصحاب ابن عمرؓ کی مخالفت کہنا بھی محل نظر ہے۔ واللہ اعلم

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ ترکِ رفع کے سلسلے میں ابن عمرؓ کا اثر، بطریق ابی بکر بن عیاش صحیح ہے، اس پر موجود تمام اعتراضات غیر صحیح و مرجوح ہیں اور اس کی تائید، عبد العزیز بن حکیم الحضرمیؒ (م بعد ۱۳۰ھ) کی روایت سے بھی ہوتی ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔ جس کی وجہ سے، اثر ابن عمر، بطریق ابن عیاش اور بھی قوی و مضبوط ہو جاتا ہے۔

نیز ائمہ کی ایک جماعت نے بھی اثر ابن عمرؓ کی تصحیح و تحسین فرمائیں ہیں، چنانچہ

- امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے کہا: ''**فإن قال قائل: هذا حديث منكر قيل له وما دلك على ذلك؟ فلن تجد إلى ذلك سبيلا**''۔ (**شرح معانی الآثار: ج ۱: ص ۲۲۵**)،
- حافظ علاء الدین المارديؒ (م ۷۵۰ھ) نے کہا: ''**وهذا سند صحيح**''۔ (**الجوہر النقی: ج ۲: ص ۷۴**)،
- محدث بدر الدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے کہا: ''**وإسناده ما رواه الطحاوي صحيح**''۔ (**البنایۃ: ج ۲: ص ۲۵۹**)،
- حافظ مرتضی حسن الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) نے کہا: ''**وهذا سند صحيح**''۔ (**تخریج احادیث احیاء علوم الدین للزبیدی: ج ۱: ص ۳۴۹**)،
- محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۳۲ھ) نے کہا: ''**وسنده صحيح**''۔ (**آثار السنن: ص ۱۰۸**)،

---

(۱) یہ تمام روایات صحیح ہیں، جس کی تفصیل **ص: ۲۸** پر موجود ہے۔

- محدث خلیل احمد السہارنفوریؒ (م ۱۳۴۶ھ) نے نقل کیا کہ ''وھذا سند صحیح''۔(بذل المجہود: ج ۴: ص ۱۷)، یعنی انہوں نے حافظ الماردینیؒ (م ۷۵۰ھ) کی تائید کی ہے۔

- حافظ انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) نے کہا: ''وعند الطحاوي بإسنادٍ صحيح أنه صحب ابن عمر رضي الله عنه عشر سنين ولم يره يرفع يديه''۔(فیض الباری: ج ۱: ص ۲۵۴)،

- شیخ الاسلام، المحدث شبیر احمد العثمانیؒ (م ۱۳۶۹ھ) نے کہا: ''وروى الطحاوى وابن ابى شيبة والبيهقى فى المعرفة بسند صحيح عن مجاهد قال: صليت خلف ابن عمر۔۔۔۔''۔(موسوعۃ فتح الملہم: ج ۳: ص ۲۴۰)،

- اوران کے شاگرد رشید، علامہ، محدث، الاستاذ بدر عالم میرٹھیؒ (م ۱۳۸۹ھ) نے کہا: ''وهذا يَدُلُّ على أن أثرَ ابن عمر ثابتٌ''۔(البدر الساری الی فیض الباری: ج ۲: ص ۳۲۸)،

- محدث ظفر احمد عثمانیؒ (م ۱۳۹۴ھ) نے کہا ''وسنده صحيح''۔(اعلاء السنن: ج ۲: ص ۸۳۴)،

- ریحانۃ الھند، المحدث، الشیخ محمد زکریا الکاندھلویؒ (م ۱۴۰۳ھ) نے کہا: ''وهذا سند صحيح كما فى البذل''۔(أوجز المسالک: ج ۲: ص ۷۳، طبع دار الکتب العلمیۃ)،

# سجدوں میں رفع یدین کا ثبوت۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

سجدوں میں رفع یدین کا ثبوت، حضرت ابن عمرؓ، مالک بن الحویرثؓ، وائل بن حجرؓ وغیرہ سے ثابت ہے، چنانچہ تفصیل درج ذیل ہے:

## احادیث ابن عمرؓ اور سجدوں میں رفع الیدین۔

**حدیث نمبر ۱:**

ثقہ، ثبت، حافظ، امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے کہا:

**حدثنا إسحاق بن إبراهيم، حدثنا نصر بن علي الجهضمي، حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر: "أنه كان يرفع يديه في كل خفض، ورفع، وركوع، وسجود وقيام، وقعود بين السجدتين، ويزعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل ذلك۔**

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ جھکنے، اٹھنے، رکوع، سجدہ، [دونوں سجدوں سے] کھڑے ہونے اور دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین فرماتے، اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔ **(شرح مشکل الآثار: ج ۱۵: ص ۴۶)**،

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) ثقہ، ثبت، امام، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۳۶)**،

(۲) اسحاق بن ابراہیم بن یونس، ابویعقوب البغدادیؒ (م ۳۰۴ھ) سنن نسائی کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۳۳۵)**، بلکہ دکتور قاسم علی سعد حفظہ اللہ نے کہا:

**''ویظهر ان اسحاق المنجنیقی ثقة، صحیح الحدیث، لان احدا لم یذکره فی الضعفاء، ولم یذکروا له مناکیر تنزله عن رتبة الثقات العالیة والتوثیق المطلق مقدم علی المقید غیر المفسر''۔ (منہج الامام النسائی فی الجرح والتعدیل: ج ۱: ص ۲۱۶)**،

(۳) نصر بن علی بن نصر بن علی، ابوعمرو البصری الصغیر الجهضمیؒ (م ۲۵۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۱۲۰، الکاشف: رقم ۵۸۱۹)**،

(۴) عبدالاعلی بن عبدالاعلی البصریؒ (م ۱۸۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۳۷۳۴)**

(۵)　عبیداللہ بن عمرؒ (م ۱۴۹ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۳۲۸)،

(۶)　ابوعبداللہ، نافع مولی ابن عمرؒ (م ۱۱۷ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۰۸۶)،

(۷)　عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۴ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)

**حکم:**　اس روایت کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے۔

**اعتراض نمبر ۱:**

امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے کہا: ''وكان هذا الحديث من رواية نافع شاذا لما رواه عبيد الله''۔ (شرح مشکل الآثار: ج ۱۵: ص ۴۶)،

**الجواب:**

یہی امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

''وحدثنا أحمد، حدثنا محمد بن المثنى، حدثنا معاذ بن هشام، حدثنا أبي، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث، أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل في الصلاة، فذكر نحوه، وزاد فيه: "وإذا ركع فعل مثل ذلك، وإذا رفع رأسه من السجود فعل مثل ذلك" وفي هذا ما قد دل على ما رواه عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر في هذا المعنى''۔ (شرح مشکل الآثار: ج ۱۵: ص ۵۷)،

یعنی یہاں پر امام الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) ہی تسلیم کرتے ہیں کہ مالک بن الحویرثؓ کی روایت، ابن عمرؓ کی روایت کی شاہد ہے۔ لہذا جب شاہد موجود ہے، تو شاذ کا حکم صحیح نہیں ہوگا، نیز ابن عمرؓ اور نافعؒ کا عمل بھی سجدوں میں رفع الیدین کرنے کا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، جس سے، اس روایت کے عدم شاذ ہونے والی بات راجح معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم

**اعتراض نمبر ''۲'' اور اس کا جواب:**

نیز ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نصر بن علیؒ سے ایک جماعت نے بغیر اس زیادتی کے، اس روایت کو نقل کیا ہے۔ مگر جواب میں عرض ہے کہ اسحاق بن ابراہیم بن یونس، ابویعقوب البغدادیؒ (م ۳۰۴ھ) ثقہ، حافظ ہیں اور کسی امام نے ان کو کتاب الضعفاء میں شمار بھی نہیں کیا اور وہ صحیح الحدیث بھی ہیں، کما مر۔

لہذا ان کی یہ زیادتی کا اعتبار ہوگا، خاص طور سے جب کہ ایک قوی شاہد اور راوی حدیث، ابن عمرؓ و نافعؒ کا عمل بھی اس کے موئید ہے۔

**روایت نمبر "۲":** [خود راوی حدیث عبداللہ بن عمرؓ کا عمل سجدوں میں رفع یدین کا ہے]

امام ابو محمد، ابن حزم الظاہریؒ (م ۴۵۴ھ) نے کہا:

**حدثنا يونس بن عبد الله ثنا أحمد بن عبد الله بن عبد الرحيم ثنا أحمد بن خالد ثنا محمد بن عبد السلام الخشني ثنا محمد بن بشار ثنا عبد الوهاب بن عبد المجيد الثقفي عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر: أنه كان يرفع يديه إذا دخل في الصلاة، وإذا ركع، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، وإذا سجد، وبين الركعتين، يرفعهما إلى ثدييه۔ قال علي: هذا إسناد لا داخلة فيه، وما كان ابن عمر ليرجع إلى خلاف ما روى - من ترك الرفع عند السجود - إلا وقد صح عنده فعل النبي - صلى الله عليه وسلم۔**

ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جب وہ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور جب سجدہ کرتے اور دونوں رکعتوں کے درمیان، وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے کے برابر اٹھاتے۔

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ اس سند میں کوئی خرابی نہیں، اور ابن عمرؓ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا عمل (رفع عند السجود) ثابت نہ ہوتا تو وہ خود اپنے روایت کردہ عمل (ترک الرفع عند السجود) کے خلاف ہرگز نہ کرتے۔ (**المحلی لابن حزم: ج ۳: ص ۱۰**)، [۱]

---

(۱) بعض الناس نے یہ اعتراض کیا ہے کہ "**وإذا قال: سمع الله لمن حمده، وإذا سجد**" سے مراد رکوع اور سجدہ کے درمیان والی حالت ہے، تو جواب میں عرض ہے کہ

- ثقہ مامون، ثبت، حجت، صحیح الکتاب ضابطا للحدیث، ابو اسامۃ، حماد بن اسامۃ القرشیؒ (م ۲۰۱ھ) کی روایت ہے "**عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر: أنه كان يرفع يديه إذا رفع رأسه من السجدة الأولى**"۔ (**دیکھئے ص: ۳۲**)، جس میں صاف الفاظ کے ساتھ تصریح ہے کہ ابن عمرؓ، پہلے سجدے کے بعد رفع الدین کرتے تھے۔

- اور جزء رفع الدین میں بھی روایت ہے کہ "**أخبرنا أيوب بن سليمان، حدثنا أبو بكر بن أبي أويس، عن سليمان بن بلال، عن العلاء، أنه سمع سالم بن عبد الله أن أباه: كان إذا رفع رأسه من السجود فأراد أن يقوم رفع يديه**"۔ (**ص: ۱۶، ت احمد الشریف**، اس روایت کے بارے میں شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: "**وسنده صحيح على شرط البخاري في الصحيح**"، **تمام المنة: ص ۱۷۳**)، یعنی جب ابن عمرؓ سجدے سے سر اٹھاتے اور پھر کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے، تو رفع الیدین کرتے۔ مطلب صاف ہے کہ دوسرے سجدے کے بعد، کھڑے ہونے سے پہلے، ابن عمرؓ رفع الیدین کرتے تھے۔

**نوٹ:**

بعض الناس نے یہاں بھی تاویل کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس روایت میں موجود، رفع الیدین سے مراد، پہلے تشہد کے بعد، تیسری

**سند کی تحقیق:**

(۱)　حافظ علی بن احمد بن سعید بن حزم، ابو محمد الاندلسیؒ (م ۴۵۶ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، فقیہ، امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۷۴، لسان المیزان: ج ۵: ص ۴۸۸**)

(۲)　محدث یونس بن عبد اللہ بن محمد بن مغیث، ابو الولید ابن الصفارؒ (م ۴۲۹ھ) مشہور ثقہ، **شیخ الأندلس في عصره ومسندها وعالمها** ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۴۶۶، سیر: ج ۱۷: ص ۵۶۹، المحلی لابن حزم: ج ۳: ص ۱۳۶**)،

(۳)　احمد بن عبد اللہ بن عبد الرحیم، ابو عمر بن العنان القرطبیؒ (م ۳۸۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۵۴۰**)،

(۴)　احمد بن خالد بن یزید، ابو عمر الاندلسی القرطبیؒ (م ۳۲۲ھ) بھی ثقہ، امام، الحافظ الکبیر ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۴۵۳، لسان المیزان: ج ۱: ص ۴۲۲**)،

(۴)　محمد بن عبد السلام بن ثعلبۃ، ابو الحسن الاندلسی القرطبی اللغویؒ (م ۲۸۶ھ) بھی ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۸۱۲، سیر: ج ۱۳: ص ۴۵۹**)،

---

رکعت کے لئے کھڑے کے بعد والا رفع الیدین ہے، مگر یہ تاویل محل نظر ہے، کیونکہ روایت کے الفاظ ہیں: ''**كان إذا رفع رأسه من السجود فأراد أن يقوم رفع يديه**'' کہ ابن عمرؓ سجدے سے سر اٹھاتے اور پھر کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے، تو رفع الیدین کرتے، یعنی کھڑے ہونے سے پہلے ہی رفع الیدین کرتے۔ جب کہ اہل حدیث حضرات کا مسلک، پہلے تشہد کے بعد، تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے بعد، رفع الیدین کرنے کا ہے، نہ کہ کھڑے ہونے سے پہلے ہی۔ لہذا یہ تاویل غیر صحیح ہے۔

خلاصہ یہ کہ جزء رفع الدین والی روایت سے، ابن عمرؓ کا دوسرے سجدے کے بعد بھی رفع الیدین کرنے کا تذکرہ ملتا ہے۔

- اسی طرح، **يعتبر في الشواهد والمتابعات** راوی، عبد اللہ بن عمر العمری کی روایت ہے: ''**عن نافع، عن ابن عمر قال: إذا سجد أحدكم فليرفع يديه، فإن اليدين تسجدان مع الوجه**''۔ (**دیکھئے ص: ۳۴**)، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ سجدے کے وقت رفع الیدین کرنے کا حکم بھی دیتے تھے۔

الغرض ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ سجدوں میں رفع الیدین کے قائل تھے۔ اور مشہور اصول ہے کہ حدیث خود حدیث کی وضاحت کرتی ہے، لہذا دیگر احادیث و روایات کی وجہ سے، المحلی والی روایت بھی، ابن عمرؓ کے سجدوں میں رفع الیدین کے عمل پر دال ہے، لہذا اس کی تاویل غیر صحیح و مرجوح ہے، واللہ اعلم۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حزم الظاہریؒ (م ۴۵۶ھ) اور شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے اس اثرِ ابن عمرؓ سے، ان کا سجدوں میں رفع الیدین کرنا ہی مراد لیا ہے، جس کا حوالہ گزر چکا۔

(۵)　محمد بن بشار، ابوبکر بندارؒ (م ۲۵۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۷۵۴، الکاشف: رقم ۴۷۴۰)

(۶)　عبدالوہاب بن عبدالمجید الثقفیؒ (م ۱۹۴ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۲۶۱)،

(۷)　عبیداللہ بن عمرؒ (م ۱۴۹ھ) اور

(۸)　ابوعبداللہ، نافع مولی ابن عمرؒ (م ۱۱۷ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۹)　عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۴ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (تقریب)

**حکم:**

اس روایت کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۴ھ) نے بھی اس کو ثابت مانا ہے، کما مر۔ نیز شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''وإسناده قوي''۔ (تمام المنۃ: ص ۱۷۲)،

قارئین! حافظ ابن حزمؒ کے کلام پر غور فرمائیں! کیا اب بھی، شرح مشکل الآثار والی روایت کو شاذ کہا جا سکتا ہے؟؟ نیز امام نافعؒ (م ۱۱۷ھ) کا عمل بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرنا تھا، جس کی تفصیل ص: پر موجود ہے اور پھر امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) خود نے اس روایت کا ایک شاہد مانا ہے، کما مر۔

لہذا شاذ والی بات کمزور ہے۔ واللہ اعلم

**روایت نمبر ''۳'':**

ثقہ، حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا أبو أسامة، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر: أنه كان يرفع يديه إذا رفع رأسه من السجدة الأولى۔**

ابن عمرؓ جب پہلے سجدے سے سر اٹھاتے، تو رفع الیدین کرتے تھے۔ (کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: رقم ۲۸۱۲، ت عوامۃ)،

**سند کی تحقیق:**

(۱)　حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۵۷۵)،

(۲)　ابواسامۃ، حماد بن اسامۃؒ (م ۲۰۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۴۸۷)،

**نوٹ:**

چونکہ عبیداللہ بن عمرؒ (م ۱۴۹ھ) سے، یہ روایت نقل کرنے میں ابو اسامۃ، حماد بن اسامۃؒ (م ۲۰۱ھ) کے متابع میں ثقہ راوی، عبدالوہاب بن عبدالمجید الثقفیؒ (م ۱۹۴ھ) موجود ہیں، لہذا ابو اسامۃؒ (م ۲۰۱ھ) کی ''عنعنہ'' پر اعتراض فضول ہوگا۔ واللہ اعلم

(۳) عبیداللہ بن عمرؒ (م ۱۴۹ھ) اور

(۴) ابوعبداللہ، نافع مولی ابن عمرؒ (م ۱۱۷ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۵) عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۴ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)

**حکم:**

اس روایت کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے، اور شیخ زکریا بن غلام قادر الباکستاني حفظہ اللہ نے بھی کہا:

''صحیح''۔ (ما صح من آثار الصحابة في الفقه: ج۱: ص ۲۴۵)

اور ثابت ہوا کہ ابن عمرؓ سجدوں کے درمیان میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ واللہ اعلم

**روایت نمبر ''۴'':**

ثقہ، محدث، محمد بن عبدالرحمٰن بن العباس، ابوطاہر الملخصؒ (م ۳۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا أبو القاسمِ عبدُاللهِ بنُ محمدِ بنِ عبدِالعزيزِ البغويُّ سنةَ خمسَ عشرةَ وثلاثِمئةٍ قالَ: حدثنا عبدُالجبارِ بنُ عاصمٍ أبو طالبٍ النسائيُّ قالَ: حدثنا عُبيدُاللهِ بنُ عَمرو الرَّقيُّ، عن عبدِالكريمِ الجزري، عن نافع، عن ابن عمر، أنه كان إذا افتتح الصلاة كبر ورفع يديه، وإذا أراد أن يركع رفع يديه وكبر، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا أراد أن يسجد كبر ورفع يديه۔**

نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے، اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو تکبیر کہتے اور [دونوں وقت] رفع یدین کرتے۔ (کتاب الملخصیات لابی طاہر: ج۱: ص ۱۱۱، ت جرار)،

**سند کی تحقیق:**

(۱) محمد بن عبدالرحمٰن بن العباس، ابوطاہر الملخصؒ (م ۳۹۳ھ) ثقہ، محدث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص ۴۱۶، تاریخ الاسلام: ج۸: ص ۷۳۲)،

(۲) ابوالقاسم، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغویؒ (م ۳۱۷ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم:

ج۶:ص۱۱۶)

(۳)　عبدالجبار بن عاصم، ابوطالب النسائیؒ (م ۲۳۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۵:ص۸۶۰، تاریخ بغداد: ج۱۲:ص۴۱۱)،

(۴)　عبیداللہ بن عمرو الرقیؒ (م ۱۸۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۳۲۷)،

(۵)　عبدالکریم بن مالک الجزریؒ (م ۱۲۰ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، متقن، بلکہ ثقہ، مامون، ثبت، حافظ ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج۶:ص۳۷۴)

(۶)　ابوعبداللہ، نافع مولی ابن عمرؓ (م ۱۱۷ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۷)　عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۴ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تقریب)

**حکم:**

اس روایت کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے، اور عبیداللہ بن عمرؒ (م ۱۴۹ھ) کی طرح، عبدالکریم بن مالک الجزریؒ (م ۱۲۰ھ) نے بھی نافعؒ (م ۱۱۷ھ) سے سجدے کے وقت رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔

نیز معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ کا عمل سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرنے کا تھا۔ واللہ اعلم

**روایت نمبر "۵":**

ثقہ، حافظ، امام عبدالرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ

**عن عبد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر قال: إذا سجد أحدكم فليرفع يديه، فإن اليدين تسجدان مع الوجه۔**

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے، اس لئے کہ چہرے کے ساتھ ساتھ دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ (کتاب المصنف لعبدالرزاق الصنعانی: رقم ۲۹۳۵)،

**سند کی تحقیق:**

(۱)　امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (تحریر تقریب: رقم ۴۰۶۴)،

(۲)　عبداللہ بن عمر، ابوعبدالرحمٰن العمریؒ (م ۱۷۱ھ) متابع کی صورت میں مقبول ہے۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۴۸۹)، اور یہاں ان کے متابع میں "۲، ۲" ثقہ، ثبت راوی یعنی عبدالکریم بن مالک الجزریؒ (م ۱۲۰ھ) اور عبیداللہ بن عمرؓ

(م ۱۴۹ھ) موجود ہیں، لہذا متابع کی وجہ سے، ان کی یہ روایت مقبول ہے۔ واللہ اعلم

(۳) ابوعبداللہ، نافع مولی ابن عمرؓ (م ۱۱۷ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۷) عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۴ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (تقریب)

**حکم:**

متابع کی وجہ سے، یہ روایت مقبول ہے اور معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرؓ سجدوں میں رفع الیدین کرنے کا حکم بھی دیتے تھے۔ واللہ اعلم

**روایت نمبر "۶":**

ثقہ، حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

**نا ابن علية، عن أيوب، قال: رأيت نافعا، وطاوسا، يرفعان أيديهما بين السجدتين۔**

**نا ابن علية، عن أيوب، قال: رأيته يفعله۔**

ایوب سختیانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے نافعؒ اور طاوسؒ کو دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے دیکھا۔ ابن علیہؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایوبؒ کو ایسا کرتے دیکھا۔ (**کتاب المصنف لعبدالرزاق الصنعانی: رقم ۲۸۱۳، ۲۸۱۵**)،

**سند کی تحقیق:**

(۱) حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) اسماعیل بن ابراہیم، ابوبشر البصری، **المعروف بابن علیۃؒ** (م ۱۹۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۱۶**)،

(۳) ایوب بن ابی تمیمۃ، کیسان السختیانیؒ (م ۱۳۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حجت ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۰۵**)

(۴) ابوعبداللہ، نافع مولی ابن عمرؓ (م ۱۱۷ھ) کا تعارف گزر چکا اور ان کے متابع میں ثقہ، فقیہ، امام طاوؤس بن کیسان الیمانیؒ (م ۱۰۶ھ) موجود ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۰۰۹**)،

**حکم:**

اس روایت کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

**خلاصہ:**

ان تمام روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابن عمرؓ، ان کے شاگرد، امام نافعؒ (م ۱۱۷ھ) اور ان کے تلمیذ، امام ایوب بن ابی تمیمۃ، کیسان السختیانیؒ (م ۱۳۱ھ) سجدوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔ لہذا اس کا انکار کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

اور حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) کا کلام گزر چکا کہ ابن عمرؓ کا فعل، رسول اللہ کا بھی سجدوں میں رفع الیدین کرنے پر دال ہے، لہذا شرح مشکل الآثار والی روایت کو شاذ کہنا کمزور ہے اور راجح یہی ہے کہ ابن عمرؓ سجدوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔

واللہ اعلم

## حدیث مالک بن الحویرثؓ اور سجدوں میں رفع الیدین۔

**حدیث نمبر ۷:**

امام ابو عبد الرحمٰن، احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے کہا:

**أخبرنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا ابن أبي عدي، عن شعبة، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه في صلاته، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه۔**

مالک بن الحویرثؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں رفع یدین کرتے، اور جب رکوع کرتے، اور رکوع سے سر اٹھاتے، اور جب سجدہ کرتے اور سجدے سے سر اٹھاتے، یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے۔ (**المجتبى المعروف بالسنن الصغرى للنسائي: حدیث نمبر ۱۰۸۵**)،

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا:

**حدثنا عفان، حدثنا همام، حدثنا قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث، "أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حيال فروع أذنيه في الركوع والسجود۔**

مالک بن الحویرثؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے رکوع اور سجود میں۔ (**مسند الامام احمد: ج ۳۴: ص ۱۶۲، حدیث نمبر ۲۰۵۳۷**)،

- اسی طرح، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے ہی کہا:

**حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا سعيد، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث، أنه رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا أراد أن يركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا رفع رأسه من السجود حتى**

يحاذي بهما فروع أذنيه۔(مسند الامام احمد: ج ۲۴ ص ۳۷۰، حدیث نمبر ۱۵۶۰۴)،

- حافظ ابو العباس، محمد بن اسحاق بن ابراہیم النیسابوری المعروف بالسراج (م ۳۱۳ھ) نے کہا:

حدثنا عبيد الله بن سعيد أبو قدامة، ثنا معاذ بن هشام، حدثني أبي، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث: ((أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل في الصلاة كبر، ثم رفع يديه حتى يجعلهما حيال أذنيه -أو حذاء أذنه، كذا كان يقول أبي- وإذا ركع فعل مثل ذلك، وإذا رفع رأسه من الركوع فعل مثل ذلك، وإذا رفع رأسه من السجود فعل مثل ذلك))۔

قال قتادة: ولم أسمع أحدا تابعه على السجود۔

مالک بن الحویرثؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے، تو تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے، یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک یا اس کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کرتے، تو ایسے ہی رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو تب بھی ایسا ہی کرتے اور [پہلے] سجدے سے سر اٹھاتے تو تب بھی ایسا ہی کرتے۔

حافظ قتادہؒ نے کہا: میں نے اس حدیث میں نصر بن عاصم کے علاوہ، کسی کو سجدے میں رفع الیدین کا ذکر کرتے نہیں سنا۔

(حدیث السراج: ج ۳: ص ۲۰۴، حدیث نمبر ۲۴۹۴)،

- ثقہ، ثبت، حافظ، امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن شعيب، أخبرنا محمد بن المثنى، حدثنا ابن أبي عدي، عن سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث "أنه رأى نبي الله صلى الله عليه وسلم رفع يديه في صلاته، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من السجود، حتى يحاذي بهما فروع أذنيه"۔

وحدثنا أحمد، حدثنا محمد بن المثنى، حدثنا عبد الأعلى، حدثنا سعيد، ثم ذكر بإسناده مثله

وحدثنا أحمد، حدثنا محمد بن المثنى، حدثنا معاذ بن هشام، حدثنا أبي، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث، أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل في الصلاة، فذكر نحوه، وزاد فيه: "وإذا ركع فعل مثل ذلك، وإذا رفع رأسه من السجود فعل مثل ذلك"۔

وفي هذا ما قد دل على ما رواه عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر في هذا المعنى۔(شرح مشکل الآثار: ج ۱۵: ص ۵۷)،

**اسانید کی تحقیق:**

(۱) امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) امام ابوعبدالرحمٰن، احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، ثبت، متقن، امام ہیں۔ (**تقریب، تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۵۹، طبقات الحفاظ للسیوطی: ص ۳۰۶**) اور ان کے متابع میں احد شیوخ الشیخین - وقد حدث عنهما بشيء يسير خارج (الصحيحين) - ثقہ، ثبت، حافظ، شیخ الحدیث، امام ابوالعباس، محمد بن اسحاق بن ابراہیم الثقفی المعروف بالسراجؒ (م ۳۱۳ھ) موجود ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۶۹، سیر: ج ۱۴: ص ۳۸۸، تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۲۷۰**)،

(۲) محمد بن المثنی بن عبید، ابوموسی البصریؒ (م ۲۵۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حجت، حافظ الحدیث، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۲۶۴، سیر: ج ۱۲: ص ۱۲۳، اکمال تہذیب الکمال: ج ۱۰: ص ۳۲۹، تذکرۃ الحفاظ: ج ۲: ص ۷۳**) اور ان کے متابع میں ثقہ، مامون، ثبت، امام ابوقدامۃ، عبیداللہ بن سعید السرخسیؒ (م ۲۴۱ھ) اور ثقہ، ثبت، حجت، امام اہل السنۃ، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) موجود ہیں۔ (**تقریب: رقم ۹۶، من تکلم فیه وهو موثق: ص ۳۹، رقم ۲۲، تقریب: رقم ۴۲۹۶، الکاشف: رقم ۳۵۴۹**)،

(۳) محمد بن ابراہیم بن ابی عدیؒ (م ۱۹۴ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۶۹۷**) اور ان کے متابع میں ثقہ راوی، عبدالاعلی بن عبدالاعلی السامیؒ (م ۱۸۹ھ)، صدوق، حسن الحدیث راوی، معاذ بن ہشامؒ (م ۲۰۰ھ)، ثقہ، حافظ محمد بن جعفر غندر البصریؒ (م ۱۹۴ھ) اور ثقہ، ثبت، حافظ عفان بن مسلم الصفار البصریؒ (م ۲۱۹ھ) موجود ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۷۳۴، ۴۶۲۵، ۶۷۴۲**)،

(۴) سعید بن ابی عروبۃ البصریؒ (م ۱۵۶ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۶۵**)، اور ان کے متابع میں ثقہ، ثبت، حافظ ہشام الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ)، ثقہ، ثبت، حافظ ہمام بن یحیی البصریؒ (م ۱۶۷ھ) اور امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، حافظ، امام شعبۃ بن الحجاج البصریؒ (م ۱۶۰ھ) موجود ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۲۹۹، ۷۳۱۹، ۲۷۹۰**)،

**نوٹ نمبر ۱:**

حافظ سعید بن ابی عروبۃ البصریؒ (م ۱۵۶ھ)، اول تو طبقات ثانیہ کے مدلس ہیں، (**طبقات المدلسین: ۳۱، رقم ۵۰**)، لہذا ان کا ''عنعنہ'' مقبول ہے۔ نیز ان کے متابع میں حافظ ہشام الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ)، حافظ ہمام بن یحیی البصریؒ (م ۱۶۷ھ) اور

امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، حافظ، امام شعبۃ بن الحجاج البصریؒ (م ۱۶۰ھ) وغیرہ حضرات موجود ہیں۔

لہذا ان کے ''عنعنہ'' پر اعتراض ہی باطل ہے۔ واللہ اعلم

**نوٹ نمبر ۲:**

اگر چہ حافظ سعید بن ابی عروبۃ البصریؒ (م ۱۵۶ھ) اخیر عمر میں مختلط ہو گئے تھے، مگر عبد الاعلی السامیؒ (م ۱۸۹ھ) نے ان سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۶۵**)، نیز حافظ سعید بن ابی عروبۃؒ (م ۱۵۶ھ) سے ایک جماعت مثلاً محمد بن ابراہیم بن ابی عدیؒ (م ۱۹۴ھ)، عبد الاعلی بن عبد الاعلی السامیؒ (م ۱۸۹ھ) حافظ محمد بن جعفر غندر البصریؒ (م ۱۹۴ھ) وغیرہ نے یہاں پر یہی روایت ایک ہی طرح سے نقل کی ہے، جن کے الفاظ گزر چکے۔

لہذا یہ قرینہ بھی روایت کا اختلاط سے پاک ہونے پر دال ہے۔ واللہ اعلم

اور پھر متابع میں حافظ ہشام الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ)، حافظ ہمام بن یحیی البصریؒ (م ۱۶۷ھ) اور امام شعبۃ بن الحجاج البصریؒ (م ۱۶۰ھ) وغیرہ حضرات ہیں۔

لہذا یہاں ابن ابی عروبۃؒ (م ۱۵۶ھ) کے اختلاط پر اعتراض ہی فضول ہوگا۔

(۵)　قتادۃ بن دعامۃؒ (م ۱۱۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۵۱۸**)،

**نوٹ:**

قتادۃؒ (م ۱۱۹ھ) اگر چہ مدلس ہیں۔ مگر یہاں پر، اس روایت کو، ان سے امام شعبۃؒ (م ۱۶۰ھ) نے نقل کیا ہے۔ (**السنن المجتبی للنسائی: حدیث نمبر ۱۰۸۵**)، اور قاعدہ مشہور ہے کہ امام شعبۃؒ (م ۱۶۱ھ)، جب قتادۃؒ (م ۱۱۹ھ) سے روایت نقل کریں، تو امام قتادۃؒ (م ۱۱۹ھ) کی روایت تدلیس سے پاک ہوتی ہے۔ (**فتح الباری: ج ۴: ص ۳۸**)،

لہذا یہاں پر ان کی ''عنعنہ'' پر اعتراض صحیح نہیں ہے۔

نیز حدیث السراج کی روایت میں خود حافظ قتادۃؒ (م ۱۱۹ھ) نے کہا:

''ولم أسمع أحدا تابعه على السجود''۔ (**حدیث السراج: ج ۳: ص ۲۰۴، حدیث نمبر ۲۴۹۴**)،

یہ کلام اس بات پر صریح ہے کہ اس روایت کو حافظ قتادۃؒ (م ۱۱۹ھ) نے اپنے شیخ نصر بن عاصم اللیثیؒ (م بعد ۸۰ھ) سے سنا ہے۔ لہذا یہاں ان پر تدلیس کا اعتراض ہی بیکار ہے۔ واللہ اعلم

(۶)　نصر بن عاصم اللیثیؒ (م بعد ۸۰ھ) صحیح مسلم و سنن ثلاثۃ ماخلا الترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۱۱۳**)،

(۷)　مالک بن الحویرثؓ (م ۷۴ھ) صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۴۳۳)،

**حکم:**

سند کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے۔ شیخ محمد بن آدم الاثیوبیؒ (۱۴۴۲ھ) نے کہا: ''هذا حديث صحيح''۔ (ذخيرة العقبى في شرح المجتبى: ج ۱۳: ص ۲۷۰)، شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''زاد النسائي: "وإذا رفع رأسه من السجود فعل مثل ذلك" وسنده صحيح''۔ (ارواء الغلیل: ج ۲: ص ۶۷)،

حافظ ابن القطان الفاسیؒ (م ۶۲۸ھ) نے کہا: ''فنقول - وبالله التوفيق -: إن هذين الموطنين اللذين هما ما بين السجدتين، وما بين السجود حين النهوض إلى ابتداء الركعة، قد صح فيهما الرفع من حديث ابن عباس، وابن عمر، ومالك بن الحويرث''۔ (بیان الوہم: ج ۵: ص ۶۱۲)، حافظ ابن حزم الظاہریؒ (م ۴۵۶ھ) کے نزدیک بھی یہ روایت صحیح ہے، چنانچہ حافظ ابن العراقیؒ (م ۸۲۶ھ) نے کہا: ''وصحح ابن حزم وابن القطان حديث الرفع في كل خفض ورفع''۔ (طرح التثریب: ج ۲: ص ۲۶۲، نیز دیکھئے المحلی: ج ۳: ص ۹)،

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''وأصح ما وقفت عليه من الأحاديث في الرفع في السجود ما رواه النسائي من رواية سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه في صلاته إذا ركع وإذا رفع رأسه من ركوعه وإذا سجد وإذا رفع رأسه من سجوده حتى يحاذي بهما فروع أذنيه''۔ (فتح الباری: ج ۲: ص ۲۲۳)،

اور حافظ علاء الدین الماردینیؒ (م ۷۵۰ھ) نے بھی کہا: ''وهذا ايضا سند صحيح''۔ (الجوہر النقی: ج ۲: ص ۱۳۷)،

**نوٹ:**

غور فرمائیں! جیسا کہ شرح مشکل الآثار میں مالک بن الحویرثؓ کی روایت کے بارے میں خود امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے کہا:

''وفي هذا ما قد دل على ما رواه عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر في هذا المعنى''

عبید اللہ عن نافع عن ابن عمرؓ کی سند سے جو بات منقول ہے، یہ مالک بن الحویرثؓ کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔

تو امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کے حوالے سے، حدیثِ ابن عمر کو شاذ نقل کرنا مرجوح ہوگا، اور صحیح یہی ہے کہ شرح مشکل الآثار والی روایت، جو کہ ابن عمرؓ سے مروی ہے، وہ شاذ نہیں بلکہ صحیح ہے اور مالک بن الحویرثؓ کی اس روایت سے، اس کی موئید ہے، جیسا

کہ تفصیل گزر چکی، واللہ اعلم۔

**کچھ اعتراضات:**

زبیر علی زئی صاحب نے کہا: یہی روایت اسی سند و متن کے ساتھ امام نسائی کی السنن الکبری میں ''سعید عن قتادۃ'' کی سند سے موجود ہے۔ یہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ ''المجتبی'' میں ناسخ یا کاتب کی غلطی کی وجہ سے ''سعید عن قتادۃ'' کے بجائے ''شعبۃ عن قتادۃ'' درج ہو گیا ہے،

نیز موصوف زبیر علی زئی صاحب نے اور بھی دلائل ذکر کئے ہیں، مگر وہ کمزور ہیں، لیکن اخیر میں کہتے ہیں کہ غرض یہ کہ یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی سند سے ہے اور تدلیس سعید، اختلاط سعید، تدلیس قتادہ اور شذوذ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ **(نور العینین: ص ۱۰۱)**،

**جوابات ملاحظہ فرمائیں:**

اولاً　زبیر علی زئی صاحب ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ

اس حدیث پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے، مختصراً عرض ہے کہ المجتبیٰ میں ''شعبۃ عن قتادۃ'' کا لفظ تصحیف اور غلط ہے، صحیح لفظ سعید عن قتادۃ ہے، جیسا کہ المجتبی کی اصل السنن الکبری میں ہے۔ المجتبی اسی کتاب کا اختصار ہے۔

جب اصل میں سعید ہے، تو اس کے اختصار یا انتخاب میں ''شعبۃ'' بن جانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟۔ **(نور العینین: ص ۱۸۹)**

اس عبارت کے بعد، زبیر صاحب کی سب سے بڑی دلیل کا اصول واضح ہو گیا۔ مگر موصوف کا یہ اصول ہی محل نظر ہے، کیونکہ **السنن المجتبی میں کئی احادیث وابواب، بلکہ کتب کا اضافہ ہے، جو کہ السنن الکبری میں نہیں ہے**۔ چنانچہ

- السنن المجتبی میں کتاب الطہارۃ کے بعد، کتاب المیاہ، کتاب الحیض والاستحاضۃ، کتاب الغسل والتیمّم ہے اور اس کے بعد، کتاب الصلاۃ ہے، **(السنن المجتبی للنسائی: ج ۱: ص ۳۰۰، ت ابوغدۃ، و نسخۃ دار التاصیل مصر: ج ۱: ص ۵۹۲-۶۰۶)**، جب کہ السنن الکبری میں کتاب الطہارۃ کے بعد ہی، کتاب الصلاۃ ہے، کتاب المیاہ، کتاب الحیض والاستحاضۃ، کتاب الغسل والتیمّم کے عنوان، السنن الکبری میں ہیں ہی نہیں۔ **(السنن الکبری للنسائی: ج ۱: ص ۴۹۳-۴۹۹، ت شعیب الارنؤوط، طبع مؤسسۃ الرسالۃ، و نسخۃ دار التاصیل، مصر: ج ۲: ص ۶۵۳-۶۶۲)**،

- اسی طرح، السنن المجتبی میں ''کتاب الإیمان و شرائعہ'' موجود ہے، **(السنن المجتبی للنسائی: ج ۸: ص ۳۳۷، ت ابوغدۃ، و نسخۃ دار التاصیل مصر: ج ۷: ص ۵۸۲)**، جب کہ السنن الکبری میں یہ کتاب موجود نہیں ہے۔

- اور پھر کتب کے ابواب میں بھی اضافہ ہے، مثلاً ''المجتبی'' کے کتاب الطہارۃ کے ابواب میں ''باب تقلیم الاظفار، باب نتف الابط، باب حلق العانۃ'' وغیرہ کا ذکر ہے، (السنن المجتبی للنسائی: ج۸: ص۳۳۷، ت ابوغدۃ، و نسخۃ دار التاصیل مصر: ج۷: ص۵۸۲)، جب کہ ''الکبری'' میں ان عناوین کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

یہ تو ہوئی عناوین کی بات، اب آئیں، ان احادیث کی طرف، جو صرف السنن المجتبی للنسائی میں موجود ہے۔

(۱) چنانچہ ''السنن المجتبی'' کے ''باب فیمن لم یجد الماء و لا الصعید'' میں امام ابوعبدالرحمٰن النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے کہا:

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال: أخبرنا أبو معاوية، حدثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم أسيد بن حضير وناسا يطلبون قلادة كانت لعائشة نسيتها في منزل نزلته، فحضرت الصلاة وليسوا على وضوء، ولم يجدوا ماء فصلوا بغير وضوء، فذكروا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأنزل الله عز وجل آية التيمم قال: أسيد بن حضير: جزاك الله خيرا، فوالله ما نزل بك أمر تكرهينه إلا جعل الله لك وللمسلمين فيه خيرا۔

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال: حدثنا خالد قال: حدثنا شعبة، أن مخارقا أخبرهم، عن طارق أن رجلا أجنب فلم يصل، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال: أصبت فأجنب رجل آخر فتيمم وصلى، فأتاه فقال نحو ما قال للآخر يعني أصبت۔ (السنن المجتبی للنسائی: ج۱: ص۱۷۲، حدیث نمبر ۳۲۲-۳۲۳، ت ابوغدۃ، والفظ لہ، و نسخۃ دار التاصیل مصر: ج۱: ص۴۵۸، حدیث نمبر ۳۲۷-۳۲۸)،

جب کہ ''السنن الکبری'' کے ''باب فیمن لم یجد الماء و لا الصعید'' میں امام النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے ایک ہی روایت نقل کرتے ہوئے کہا:

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم، قال: أخبرنا أبو معاوية، قال: حدثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، قالت: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم أسيد بن حضير وناسا يطلبون قلادة كانت عائشة نسيتها في منزل نزلته فحضرت الصلاة وليسوا على وضوء، ولم يجدوا ماء فصلوا بغير وضوء، فذكروا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم "فأنزل الله آية التيمم، فقال أسيد بن حضير: جزاك الله خيرا، فوالله ما نزل بك أمر تكرهينه إلا جعل الله لك وللمسلمين فيه خيره"۔ (السنن الکبری للنسائی: ج۱: ص۱۹۶، حدیث نمبر ۳۰۸، ت شعیب الارنؤوط، طبع مؤسسۃ الرسالۃ، و نسخۃ دار التاصیل، مصر: ج۲: ص۱۷۴، حدیث نمبر ۳۸۲)،

یعنی السنن المجتبی میں حضرت طارقؓ سے مروی روایت، السنن الکبری میں موجود نہیں ہے۔

(۲) ''السنن المجتبی'' کے ''کتاب المیاہ'' میں امام ابوعبدالرحمٰن النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے کہا:

قال الله عز وجل: {وأنزلنا من السماء ماء طهورا} وقال عز وجل: {وينزل عليكم من السماء ماء ليطهركم به}، وقال تعالى: {فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا}۔

أخبرنا سويد بن نصر قال: حدثنا عبد الله بن المبارك، عن سفيان، عن سماك، عن عكرمة، عن ابن عباس: أن بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم اغتسلت من الجنابة فتوضأ النبي صلى الله عليه وسلم بفضلها فذكرت ذلك له فقال: إن الماء لا ينجسه شيء۔ (السنن المجتبی للنسائی: ج۱: ص ۱۷۳، حدیث نمبر ۳۲۵، ت ابوغدۃ، و نسخۃ دار التاصیل مصر: ج۱: ص ۴۶۳، حدیث نمبر ۳۲۹)،

جب کہ ''السنن الکبری'' کے ''ذکر ما ینجس الماء، وما لا ینجسه'' میں امام النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے ایک ہی روایت نقل کرتے ہوئے کہا:

أخبرنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا أبو أحمد، قال: حدثنا شريك، عن المقدام بن شريح، عن أبيه، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: الماء لا ينجسه شيء۔ (السنن الکبری للنسائی: ج۱: ص ۹۱، حدیث نمبر ۴۹، ت شعیب الارنؤوط، طبع مؤسسۃ الرسالۃ، و نسخۃ دار التاصیل، مصر: ج۲: ص ۲۹، حدیث نمبر ۵۶)،

یعنی حضرت ابن عباسؓ کا طریق، السنن الکبری میں نہیں ہے، واللہ اعلم۔

(۳) ''السنن المجتبی'' کے ''باب ذکر بئر بضاعة'' میں امام ابوعبدالرحمٰن النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے کہا:

أخبرنا هارون بن عبد الله قال: حدثنا أبو أسامة، حدثنا الوليد بن كثير قال: حدثنا محمد بن كعب القرظي، عن عبيد الله بن عبد الرحمن بن رافع، عن أبي سعيد الخدري قال: قيل يا رسول الله: أتتوضأ من بئر بضاعة وهي بئر يطرح فيها لحوم الكلاب والحيض والنتن؟ فقال: الماء طهور لا ينجسه شيء۔

(۴) نیز آگے، امام صاحبؒ نے ایک اور سند ذکر کرتے ہوئے کہا: کہ

أخبرنا العباس بن عبد العظيم قال: حدثنا عبد الملك بن عمرو قال: حدثنا عبد العزيز بن مسلم - وكان من العابدين - عن مطرف بن طريف، عن خالد بن أبي نوف، عن سليط، عن ابن أبي سعيد الخدري، عن أبيه قال: مررت بالنبي صلى الله عليه وسلم وهو يتوضأ من بئر بضاعة فقلت: أتتوضأ منها وهي يطرح فيها ما يكره من النتن؟ فقال: الماء

**لا ينجسه شيء۔(السنن المجتبی للنسائی: ج۱: ص ۱۷۴، حدیث نمبر ۳۲۶-۳۲۷، ت ابوغدة، و نسخة دار التاصیل مصر: ج۱: ص ۴۶۵-۴۶۷، حدیث نمبر ۳۳۰-۳۳۱)،**

جب کہ ''السنن الکبری'' میں یہ دونوں احادیث موجود نہیں ہے، واللہ اعلم۔

(۵)　''السنن المجتبی'' کے ''باب النهي عن فضل وضوء المرأة'' میں امام ابوعبدالرحمٰن النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے کہا:

**أخبرنا عمرو بن علي قال: حدثنا أبو داود قال: حدثنا شعبة، عن عاصم الأحول قال: سمعت أبا حاجب قال: أبو عبد الرحمن واسمه سوادة بن عاصم، عن الحكم بن عمرو، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يتوضأ الرجل بفضل وضوء المرأة۔(السنن المجتبی للنسائی: ج۱: ص ۱۷۹، حدیث نمبر ۳۴۳، ت ابوغدة، و نسخة دار التاصیل مصر: ج۱: ص ۴۷۷، حدیث نمبر ۳۴۷)،**

جب کہ ''السنن الکبری'' میں یہ حدیث نہیں ملی، واللہ اعلم۔

یہ تو پانچ احادیث ہوئی، جو کہ صرف ''السنن المجتبی'' میں ہی موجود ہے، جن کا ذکر ''السنن الکبری'' میں نہیں ہے۔ نیز مزید پانچ احادیث پیش کا حوالہ پیش خدمت ہے، جو صرف ''السنن المجتبی میں ہی موجود ہے۔**(السنن المجتبی للنسائی: ج۱: ص ۱۷۹-۱۸۰، حدیث نمبر ۳۴۶، ۳۴۷، ج۱: ص ۱۸۲، حدیث نمبر ۳۵۴، ج ۳: ص ۱۹۸، حدیث نمبر ۱۶۰۰، ج ۳: ص ۲۲۰، حدیث نمبر ۱۶۴۸، ۱۶۵۰، ت ابوغدة)**

**تلک عشرة کاملة۔**

اب زبیر علی زئی صاحب اور غیر مقلدین حضرات سے سوال ہے کہ بقول زبیر صاحب کے جب المجتبی کی اصل السنن الکبری میں ہے۔ المجتبی اسی کتاب کا اختصار ہے۔

تو اصل میں تو یہ ''۱۰'' احادیث نہیں ہے، تو اس کے اختصار یا انتخاب میں اس کا شمار ہو جانا کیسے صحیح ہو گیا؟ اب ہمارے غیر مقلدین حضرات، ان ''۱۰'' احادیث کا انکار کریں گے؟؟؟

بہر حال زبیر علی زئی صاحب کا یہ اصول کہ ''المجتبی کی اصل السنن الکبری میں ہے۔ المجتبی اسی کتاب کا اختصار ہے'' محل نظر ہے، کیونکہ ''السنن المجتبی میں امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کئی زیادات ذکر کی ہیں، جو کہ ''السنن الکبری'' میں نہیں ہے، جس کی کئی مثالیں اوپر ذکر کر دی گئی ہیں۔

لہذا جب ''المجتبی'' میں زیادات موجود ہیں، تو زیر بحث، حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث کی ایک اور سند، بطریق

شعبۃ کیوں موجود نہیں ہوسکتی، خاص طور سے، جب کہ ''السنن المجتبی'' کے تمام قلمی نسخوں میں ''شعبۃ عن قتادۃ'' ہی موجود ہے -فیما اعلم-، اسی طرح مشہور امام الجرح والتعدیل، حافظ جمال الدین مزیؒ (م ۷۴۲ھ) نے کہا:

''حدیث: رأیت النبیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یرفع یدیہ إذا کبّر وإذا رکع وإذا رفع... الحدیث.

م في الصلاة عن أبي کامل، عن أبي عوانة - وعن محمد بن المثنی، عن ابن أبي عدي، عن سعید بن أبي عروبة

د فیه (الصلاة) عن حفص بن عمر، عن شعبة - ثلاثتهم عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عنه به۔

س فیه (الصلاة 2:261) عن محمد بن عبد الأعلی، عن خالد بن الحارث وعن محمد بن مثنی، عن ابن أبي عدي - کلاهما عن شعبة به۔۔۔۔۔''۔(تحفۃ الاشراف: ج۸: ص۳۳۸)،

- نیز ان کے شاگرد رشید، حافظ ابن رجب الحنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) نے بھی کہا:

وروی شعبة، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحویرث، أنه رأی نبي الله - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - یرفع یدیه في الصلاة إذا رکع، وإذا رفع رأسه من رکوعه، وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من سجوده حتی یحاذي بهما فروع أذنیه. خرجه النسائي.۔(فتح الباری: ج۶: ص۳۵۳)

- مزید حافظ ابو الحسن، ابن القطان الفاسیؒ (م ۶۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ

وقال النسائي: أخبرنا محمد بن المثنی، حدثنا ابن أبي عدي، عن شعبة، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحویرث، أنه رأی نبي الله - صلی الله علیه وسلم - رفع یدیه في صلاته إذا رکع، وإذا رفع رأسه من رکوعه، وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من سجوده، حتی یحاذي بهما فروع أذنیه۔(بیان الوہم والایہام: ج۵: ص۶۱۳)،

غالباً انہی تصریحات کی وجہ سے، شیخ، محدث محمد بن آدم الاثیوبیؒ (۱۴۴۲ھ) نے کہا:

''وقع في "الکبری" هنا "سعید" بدل "شعبة"، وهو سعید بن أبي عروبة، وهکذا أخرج الحدیث ابن حزم في "المحلی" - من طریق المصنف، ورجح المحقق أحمد محمد شاکر فیما کتبه علی "المحلی" کونه "سعیدا" بدل "شعبة"، وادعی أن ما في "المجتبی" تصحیف، ولکنه لم یقم علی دعواه حجة مقبولة۔

قلت: الذي في "المجتبی" هو الذي ذکره الحافظ أبو الحجاج المزّيّ في "تحفة الأشراف"، والذي یترجح عندي أنه لا تصحیف، بل الروایتان صحیحتان، إذ یمکن أن یحمل علی أن ابن أبي عدي رواه عن شعبة، وسعید، کلیهما. والله تعالی أعلم بالصواب''۔(ذخیرۃ العقبی في شرح المجتبی: ج۱۳: ص۲۷۰)،

لہذا زبیر صاحب کا دعوی مرجوح ہے اور راجح یہی ہے کہ امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کے یہاں دونوں طریق سے یہ روایت موجود تھی۔ واللہ اعلم

دوم　تدلیس سعید بن ابی عروبۃ پر اعتراض نہایت ہی کمزور ہے، کیونکہ اول تو وہ طبقات ثانیہ کے مدلس ہیں، پھر اثبت الناس فی قتادۃ ہیں، حافظ قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) سے، ایک زمانہ تک، انہوں نے کسبِ فیض کیا ہے۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۶۱**)،

اور ثقہ، حافظ، امام ابوعبداللہ الحمیدیؒ (م ۲۱۹ھ) اور امام مسلم بن الحجاجؒ (م ۲۶۱ھ) وغیرہ کے نزدیک، ایسے مدلسین کی ''عنعنہ'' مضر نہیں ہوتی، جو اپنے شیخ سے روایت کرنے میں مشہور و معروف و مکثر ہوں۔ (**تفصیل کے لئے مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۲۷-۲۸**)،

یہی وجہ ہے کہ شیخ محمد بن طلعت حفظہ اللہ نے کہا: ''**فالاصل فی عنعنة سعید عن قتادة القبول الا اذا قام الدلیل علی تدلیس سعید ابن ابی عروبة**''۔ (**معجم المدلسین: ص ۱۹۹**)،

لہذا ان کی ''عنعنہ'' پر اعتراض مرجوح ہے۔ اور پھر ان کے متابع میں حافظ ہشام الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ)، حافظ ہمام بن یحیی البصریؒ (م ۱۶۷ھ) اور امام شعبۃ بن الحجاج البصریؒ (م ۱۶۰ھ) وغیرہ حضرات موجود ہیں۔ [۱]

خلاصہ یہ کہ یہ اعتراض ہی باطل ہے۔

---

(۱)　بعض الناس کا کہنا ہے کہ ''رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ'' سے مراد، تیسری رکعت کے شروع والا رفع الیدین ہے، مگر یہ قول مرجوح ہے، کیونکہ

- روایت کے الفاظ میں ''۲'' سجدوں کا ذکر نہیں، بلکہ مطلق سجدے کا ذکر ہے اور تصریح و تفسیر ابن ابی عروبۃ اور شعبۃ کے طریق [**وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من السجود**] کی وجہ سے، اثباتِ رفع کی ابن عمرؓ کی روایت [**ولا حين يرفع رأسه من السجود**] کی طرح، اس سے پہلا سجدہ ہی مراد لیں گے۔

اور یہی معنی حافظ ہشام الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ) کے طریق کے الفاظ ''**وإذا رفع رأسه من السجود فعل مثل ذلك كله**'' اور حافظ ہمام بن یحیی البصریؒ (م ۱۶۷ھ) کے طریق کے الفاظ ''**يرفع يديه حيال فروع أذنيه في الركوع والسجود**'' کے بھی ہیں، کیونکہ روایت خود روایت کی وضاحت کرتی ہے، جو کہ اصول حدیث کا مشہور قاعدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ السنن المجتبی میں امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) سعید و شعبۃ ہشام تینوں روایتوں پر باب باندھا ہے کہ ''**باب رفع اليدين للسجود**''۔ (**ج ۲: ص ۲۰۵**)، اور اگلا باب ''**ترك رفع اليدين عند السجود**'' کا باندھا۔ (**ج ۲: ص ۲۰۶**)، جس میں ابن عمرؓ کی روایت لائے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ''**رفع رأسه من السجود**'' سے مراد، دونوں سجدوں کے درمیان والا رفع الیدین ہے۔

سوم　جہاں تک بات ہے، اختلاط سعید کی، تو تفصیل گزر چکی کہ عبد الاعلی السامیؒ (م ۱۸۹ھ) نے سعید سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ (دیکھئے ص:، نیز دیکھئے المحلی لابن حزم: ج ۳: ص ۸)، لہذا اختلاطِ سعید کی وجہ سے، اس روایت کو ضعیف کہنا مردود ہے۔

نیز سعیدؒ کے متابع بھی موجود ہیں، کما مر۔

چہارم　قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) کی عنعنہ پر بھی اعتراض صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہاں پر، اس روایت کو، ان سے امام شعبۃؒ (م ۱۶۰ھ) نے نقل کیا ہے۔ (السنن المجتبی للنسائی: حدیث نمبر ۱۰۸۵)، اور قاعدہ مشہور ہے کہ امام شعبۃؒ (م ۱۶۱ھ)، جب قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) سے روایت نقل کرے، تو امام قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) کی روایت تدلیس سے پاک ہوتی ہے۔

نیز حدیث السراج کی روایت میں خود حافظ قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) نے کہا:

"ولم أسمع أحدا تابعه على السجود"۔

یہ کلام اس بات پر صریح ہے کہ اس روایت کو حافظ قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) نے اپنے شیخ نصر بن عاصم اللیثیؒ (م بعد ۸۰ھ) سے سنا ہے۔ (تفصیل کے لئے ص: ۳۹)، لہذا یہاں ان کی "عنعنہ" پر اعتراض بیکار ہے۔

پنجم　"رفع رأسه من السجود" کی زیادتی کو شاذ کہنا بھی غیر صحیح ہے، کیونکہ یہ زیادتی ہے، نہ کہ مخالفت۔ خود موصوف زبیر علی زئی صاحب نے لکھا ہے کہ

یاد رہے کہ ثقہ راویوں کی متصل روایات میں اصل عدمِ شذوذ اور عدمِ علت ہے اِلا یہ کہ دلیلِ قوی سے شذوذ یا معلول ہونا ثابت ہو جائے، ایک استاد کے شاگردوں میں سے کوئی شاگرد سند یا متن میں کوئی اضافہ بیان کرے جسے دوسرے بیان نہیں کرتے، تو اسے زیادت کہا جاتا ہے۔

اگر زیادت بیان کرنے والا ثقہ ہو تو قول راجح میں یہ زیادت مقبول ہوتی ہے بشرطیکہ اس میں ثقہ راویوں یا اوثق کی ایسی مخالفت نہ ہو، جس میں تطبیق ممکن نہ ہو۔ (ہفت روزہ الاعتصام: ۲۱ تا ۲۷ نومبر ۲۰۰۸، ۲۲ ذی قاعدہ ۱۴۲۹ھ: ص ۲۲-۲۳)

نیز موصوف آگے کہتے ہیں کہ ثقہ کی زیادت کے بارے میں محدثین کرام اور علمائے حق کے اور بھی بہت سے اقوال وحوالے

---

یہی نہیں بلکہ ہشامؒ کے طریق پر خاص طور سے باب باندھا "باب رفع اليدين عند الرفع من السجدة الأولى"۔ (السنن المجتبی: ج ۲: ص ۲۳۱) اور اگلا باب "ترك ذلك بين السجدتين" کا باندھا۔ (ج ۲: ص ۲۳۱)، ثابت ہوا کہ "رفع رأسه من السجود" سے، یہاں بالخصوص ہشام کے طریق سے بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرنا مراد ہے۔ یعنی تنہا ہشام کی روایت سے بھی سعیدؒ کی عنعنہ پر اعتراض باطل ہوگا، والحمد للہ۔ لہذا "رفع رأسه من السجود" سے تیسری رکعت کے شروع والا رفع الیدین مراد لینا مرجوح ہے۔ واللہ اعلم

ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ثقہ راوی کا اضافہ (زیادت) اگر ثقہ راویوں اور اوثق کے منافی نہ ہو (جس میں تطبیق نہ ہو سکے) تو یہ اضافہ (زیادت) مقبول ہے اور خبیب صاحب کا ثقہ واوثق راویوں کے عدم ذکر کو شذوذ کی دلیل بنالینا صحیح نہیں ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام: ۲۸ نومبر تا ۴ دسمبر ۲۰۰۸، ۲۹ ذی قاعدہ ۱۴۲۹ھ: ص ۱۲)،

اور نسائی کی روایت میں بھی تمام روات ثقہ، حافظ ہیں اور حافظ ابن حزم الظاہریؒ (م ۴۵۶ھ) نے کہا: ''وما رواه مالك بن الحويرث من رفع اليدين في كل ركوع ورفع من ركوع، وكل سجود ورفع من سجود -: زائدا على كل ذلك، والكل ثقات فيما رووه وما سمعوه وأخذ الزيادات فرض لا يجوز تركه''۔ (المحلی: ج ۳: ص ۹-۱۰)،

یہی وجہ ہے کہ شیخ، محدث محمد بن آدم الاثیوبیؒ (۱۴۴۲ھ) نے کہا:

''فتلخص من هذا أن حديث مالك بن الحويرث رضي الله تعالى عنه بزيادة الرفع في السجود صحيح، فمن ادعى ضعفه بشذوذ أو غيره، فقد جازف، وقال بغير برهان''۔ (ذخيرة العقبى في شرح المجتبى: ج ۱۳: ص ۲۷۰)،

لہذا اس زیادتی کو مخالفت کہہ کر، شاذ قرار دینا غیر صحیح ہوگا اور یہ حدیث صحیح ہے، جس کے بارے میں خود شیخ محمد بن آدم الاثیوبیؒ (۱۴۴۲ھ) نے کہا:

والحاصل أن قوله من قال باستحباب رفع اليدين في السجود هو الراجح، لصحة دليله۔ (ذخيرة العقبى في شرح المجتبى: ج ۱۳: ص ۲۷۰)،

خلاصہ یہ کہ مالک بن الحویرثؓ کی روایت صحیح ہے اور اس پر زبیر صاحب کے اعتراضات باطل ومردود ہیں۔ واللہ اعلم

## حدیث وائل بن حجرؓ اور سجدوں میں رفع الیدین۔

### حدیث نمبر ۸:

امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة الجشمي، حدثنا عبد الوارث بن سعيد، قال: حدثنا محمد بن جحادة، حدثني عبد الجبار بن وائل بن حجر، قال: كنت غلاما لا أعقل صلاة أبي قال: فحدثني وائل بن علقمة، عن أبي وائل بن حجر، قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان "إذا كبر رفع يديه، قال: ثم التحف، ثم أخذ شماله بيمينه

وأدخل يديه في ثوبه قال: فإذا أراد أن يركع أخرج يديه ثم رفعهما، وإذا أراد أن يرفع رأسه من الركوع رفع يديه ثم سجد ووضع وجهه بين كفيه، وإذا رفع رأسه من السجود أيضا رفع يديه حتى فرغ من صلاته"۔

قال: محمد: فذكرت ذلك للحسن بن أبي الحسن، فقال: هي صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فعله من فعله وتركه من تركه۔

قال أبو داود: روى هذا الحديث همام، عن ابن جحادة لم يذكر الرفع مع الرفع من السجود۔

حضرت وائل بن حجرؓ نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے بتایا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا کپڑا لپیٹ لیا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑے میں کرلیا، جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (کپڑے سے باہر) نکالتے پھر انہیں اوپر اٹھاتے (رفع یدین کرتے)۔اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے (رفع یدین کرتے)۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھا۔اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو بھی اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

محمد (محمد بن جحارہ) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حسن بن ابی الحسن (حسن بصری) سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز، جس نے اسے اختیار کیا، اختیار کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا۔

امام ابوداؤدؒ نے کہا: اس حدیث کو ہمام نے ابن جحارہ سے روایت کیا تو اس میں سجدوں سے اٹھ کر رفع یدین کا ذکر نہیں کیا ۔(سنن ابی داود: حدیث نمبر ۷۲۳)،

**سند کی تحقیق:**

(۱) عبیداللہ بن عمر بن میسرۃ الجشمیؒ (م ۲۳۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔(تقریب: رقم ۴۳۲۵)،

(۲) عبدالوارث بن سعید البصریؒ (م ۱۸۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔(تقریب: رقم ۴۲۵۱)،

(۳) محمد بن جحادۃ الادویؒ (م ۱۳۱ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۵۷۸۱)،

(۴) عبدالجبار بن وائل بن حجرؒ (م ۱۱۲ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۳۷۴۴)،

(۵) علقمہ بن وائل بن حجرؒ بھی صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔(تقریب: رقم ۴۶۸۴)،

**نوٹ:**

سند میں کسی راوی کی غلطی کی وجہ سے، علقمہ بن وائل کے بجائے، وائل بن علقمہ آ گیا ہے، جب کہ صحیح علقمہ بن وائل ہی ہے، جیسا کہ المعجم الکبیر للطبرانی کی روایت میں ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

**حدثنا حفص بن عمر بن الصباح، ثنا أبو عمر المقعد، ح وحدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، ثنا محمد بن عبيد بن حساب قالا: ثنا عبد الوارث، ثنا محمد بن جحادة، عن عبد الجبار بن وائل قال: كنت غلاما لا أعقل صلاة أبي فحدثني علقمة بن وائل، عن أبي وائل بن حجر قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكان إذا كبر رفع يديه، ثم التحف فأخذ يمينه بشماله، وأدخل يديه في ثوبه، وإذا أراد أن يرفع رأسه من الركوع رفع يديه، ثم سجد ووضع جبهته بين كفيه، فإذا رفع رأسه من السجود رفع يديه حتى فرغ من صلاته۔(المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲۲: ص ۲۸، نیز دیکھئے صحیح ابن خزیمہ: حدیث نمبر ۹۰۵، ت الاعظمی)،**

(۶)　وائل بن حجر الکندیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔(تقریب: رقم ۷۳۹۳)،

**حکم:**

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''إسناده صحيح على شرط مسلم''۔ (صحیح ابی داود: الام، حدیث نمبر ۷۱۴)، حافظ علاء الدین الماردینیؒ (م ۷۵۰ھ) نے کہا: ''وهذا سند صحيح''۔(الجوہر النقی: ج ۲: ص ۱۳۷)،

**اعتراض نمبر ۱:**

امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) نے کہا: ''روى هذا الحديث همام، عن ابن جحادة لم يذكر الرفع مع الرفع من السجود''۔(سنن ابی داود: حدیث نمبر ۷۲۳)،

**الجواب:**

اول　تو حافظ عبد الوارث بن سعید البصریؒ (م ۱۸۰ھ) ثقہ، ثبت، حجت، متقن، حافظ الحدیث ہیں، کئی ائمہ جرح وتعدیل نے ان کو ثقہ، ثبت، حجت، متقن قرار دیا ہے، بلکہ حافظ ابو اسحاق الجوزجانیؒ (م ۲۵۹ھ) نے کہا: ''وكان من أثبت الناس''۔(تقریب: رقم ۴۲۵۱، سیر: ج ۸: ص ۳۰۰، الوافی بالوفیات: ج ۱۹: ص ۱۸۹، اکمال تہذیب الکمال: ج ۸: ص ۳۷۰)،

اور ''فإذا رفع رأسه من السجود رفع يديه'' کے الفاظ زیادتی ہے، نہ کہ مخالفت، لہذا حافظ عبد الوارث بن سعید البصریؒ (م ۱۸۰ھ) جیسے ثقہ، ثبت، حجت، متقن، حافظ کی زیادتی مقبول ہوگی۔

دوم　ہمام بن یحییؒ (م ۱۶۵ھ) کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''ثقة ربما وهم''۔ (تقریب: رقم ۷۳۱۹)، جب کہ حافظ عبدالوارث بن سعیدؒ (م ۱۸۰ھ) کے بارے میں کہا: ''ثقة ثبت رمی بالقدر و لم یثبت عنه''۔ (تقریب: رقم ۴۲۵۱)، اس لحاظ سے حافظ عبدالوارث بن سعیدؒ (م ۱۸۰ھ) ہمام بن یحییؒ (م ۱۶۵ھ) سے ''اثبت''، ''اتقن'' اور ''احفظ'' ہیں۔

لہذا اصول کے مطابق، ہمام بن یحییؒ (م ۱۶۵ھ) کے بجائے، حافظ عبدالوارث بن سعیدؒ (م ۱۸۰ھ) کی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

سوم　حافظ عبدالوارث بن سعید البصریؒ (م ۱۸۰ھ) کے متابع میں یعتبر به في المتابعات و الشواهد راوی اشعث بن سوارؒ (م ۱۳۶ھ) موجود ہیں، چنانچہ امام اہل السنۃ، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا:

**حدثنا يزيد، أخبرنا أشعث بن سوار، عن عبد الجبار بن وائل بن حجر، عن أبيه قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكان لي من وجهه ما لا أحب أن لي به من وجه رجل من بادية العرب، "صليت خلفه وكان يرفع يديه كلما كبر، ورفع ووضع بين السجدتين، ويسلم عن يمينه وعن شماله۔**

حضرت وائلؓ نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ ﷺ ہر دفعہ جھکتے، اٹھتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (**مسند الامام احمد: ج ۳۱: ص ۱۵۳، حدیث نمبر ۱۸۸۶۱**)

**سند کی تحقیق:**

(۱)　امام اہل السنۃ، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲)　یزید بن ہارون الواسطیؒ (م ۲۰۶ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، متقن، عابد ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۷۸۹**)،

(۳)　اشعث بن سوارؒ (م ۱۳۶ھ) صحیح مسلم و سنن ثلاثۃ ماخلا ابی داود کے راوی اور ضعیف، یعتبر به في المتابعات و الشواهد ہے۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۲۴**)،

**نوٹ:**

امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) نے ان سے متابعات میں روایت لی ہے، لہذا کم از کم وہ متابع میں مقبول ہے۔ واللہ اعلم

(۴)　عبدالجبار بن وائل بن حجرؒ (م ۱۱۲ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۵)　وائل بن حجر الکندیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۳۹۳**)،

**نوٹ:**

عبدالجبار بن وائلؒ (م ۱۱۲ھ) کے بارے میں امام ابن معین البغدادیؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا: ''عبد الجبار بن وائل بن حجر، ثبت، ولم يسمع من أبيه شيئا، إنما كان يحدث عن أهل بيته عن أبيه''۔ (تاریخ ابن معین بروایت الدوری: رقم ۴۴)،

اور عبدالوارث بن سعیدؒ (م ۱۸۰ھ) کی روایت میں ان کے اہل بیت یعنی علقمہ بن وائل کا واسطہ موجود ہے، لہذا ابن معینؒ کے قول اور عبدالوارثؒ (م ۱۸۰ھ) کے طریق کی وجہ سے، زیر بحث روایت کے سلسلے میں بھی یہی کہا جائے گا کہ عبدالجبارؒ نے یہ روایت اپنے بھائی علقمہ سے سنی ہے، یعنی یہ روایت حکماً متصل ہے۔ واللہ اعلم

**حکم:**

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے اشعث بن سوار کے اور وہ ضعیف ہے، مگر يعتبر به في المتابعات والشواهد ہے، کما مر۔ لہذا متابع کی صورت میں یہ روایت مقبول ہے، یہی وجہ ہے کہ شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ (اصل صفۃ صلاۃ النبی ﷺ: ص ۷۹۹)،

**ایک اور متابع:**

نیز حافظ ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) نے کہا:

حدثنا المقدام بن داود، ثنا أسد بن موسى، ثنا المسعودي، عن عبد الجبار بن وائل، عن أبيه قال: لما قدم أبي على النبي صلى الله عليه وسلم: رآه يضع يده اليمنى على اليسرى، ورفع يديه مع كل تكبيرة۔

حضرت وائلؓ نے کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ نے ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲۲: ص ۳۲)،

**سند کی تحقیق:**

شیخ طبرانی، مقدام بن داود پر کلام ہے، مگر بعض ائمہ نے، انکی توثیق کی ہے، لہذا کم از کم وہ متابع میں مقبول ہیں۔ (ارشاد القاصی الدانی: ص ۶۵۰)، اسد بن موسی المصریؒ (م ۲۱۲ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۹۹، سیر)، عبدالرحمٰن المسعودیؒ (م ۱۶۵ھ) بھی ثقہ، حافظ ہیں، مگر ''اخیر عمر'' میں مختلط ہو گئے تھے۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۹۱۹، سیر)، لیکن چونکہ متابع میں اشعث بن سوار موجود ہے، تو یہاں پر اختلاط کا اعتراض فضول ہے۔

اور ''عبد الجبار بن وائل، عن أبيه'' کی سند حکماً متصل ہے، کما مر۔ لہذا یہ روایت بھی متابع میں قابل ذکر ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ''فإذا رفع رأسه من السجود رفع يديه'' کے الفاظ کی زیادتی نقل کرنے میں ثقہ، ثبت، حافظ عبد الوارث بن سعیدؒ (م ۱۸۰ھ) کے متابع میں یعتبر به في المتابعات والشواهد راوی اشعث بن سوارؒ (م ۱۳۶ھ) اور حافظ عبد الرحمٰن المسعودیؒ (م ۱۶۵ھ) موجود ہیں۔

تو ان الفاظ کو وہم کہنا مرجوح ہے۔ واللہ اعلم

**اعتراض نمبر ۲:**

زبیر علی زئی صاحب نے کہا:

اس میں ''السجود'' مصدر ہے، جو واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے، لہذا دوسرے دلائل کی رو سے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ چار سجدوں سے (تشہد کے بعد) اٹھتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں دو رکعتیں پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کے بعد والا رفع الیدین ہے، لہذا اس حدیث سے سجدوں کے درمیان والا ''رفع الیدین'' کشید کرنا صحیح نہیں ہے۔ (**نور العینین: ص ۱۹۰-۱۹۱**)۔

**الجواب:**

مشہور اصول ہے کہ حدیث خود حدیث کی وضاحت کرتی ہے۔ (**الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع: ج ۲: ص ۲۱۲**)، اور یعتبر به في المتابعات والشواهد راوی اشعث بن سوارؒ (م ۱۳۶ھ) کے طریق میں تصریح ہے کہ ''وكان يرفع يديه كلما كبر، ورفع ووضع بين السجدتين''، آپ ﷺ ہر دفعہ جھکتے، اٹھتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، کما مر۔ نیز المسعودیؒ کی روایت ''ورفع يديه مع كل تكبيرة'' بھی سجدوں میں رفع الیدین کرنے پر دال ہے۔

لہذا زبیر صاحب کی تاویل غیر صحیح و باطل ہے۔ (**نیز دیکھئے ص: ۲۸**)،

خلاصہ یہ کہ حضرت وائلؓ کی یہ صحیح روایت بھی سجدوں میں رفع الیدین پر دال ہے، مگر اللہ ہی جانتا ہے کہ ہمارے اہل حدیث حضرات کیوں سجدوں رفع الیدین نہیں کرتے؟؟؟؟

## یاداشت

## AL IJMA FOUNDATION YOUTUBE CHANNEL :

https://www.youtube.com/alijmaorg

YouTube SUBSCRIBE :

https://www.youtube.com/c/alijmaorg?sub_confirmation=1Alijma

WEBSITE : www.alijma.com

AL IJMA TWITTER : @alijmaofficial

FACEBOOK : https://m.facebook.com/alijmaOfficial/

AL IJMA EMAIL : Info@alijma.com

WHATSAPP : +91 8097867973

AL IJMA CONTACT : +91 9987925955

FOR MORE YouTube VIDEOS VISIT:

https://www.youtube.com/alijmaorg

E-mail : khan810619@gmail.com

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن